مضامینِ رمضان

رمضان المبارک کے فضائل وبرکات اور متفرق مسائل کے حوالے سے چند مضامین

مؤلفہ

لئیق احمد مشتاق

سُرینام (جنوبی امریکہ)

رمضان المبارک: سید الشہور

احکامِ خداوندی، مظہر اتم الوہیت اور اس کے ظلِ کامل ﷺ کا اسوہ اور ارشادات۔

رمضان! ایک واجب التکریم مہمان، روحانی بہار کا موسم، رحمتوں اور برکتوں کا مہینہ، مغفرت، بخشش اور آگ سے آزادی کا ذریعہ۔ رمضان! رضائے باری تعالیٰ کی خاطر بھوک پیاس برداشت کرنے، روحانی اور جسمانی طور پر صحت مند ہونے کا مہینہ۔ رمضان! شب بیداری، تہجد و تراویح، صدقہ و خیرات کا مہینہ۔ تلاوت قرآن مجید اور لاریب کتاب کے مطلب و معانی پر غور کرنے کا موسم۔ رمضان! نفس امارہ کے شر سے بچنے کے لیے ڈھال۔ ہر طاقت، خواہش، جذبہ اور میلان ضبطِ نفس کی زنجیروں میں جکڑنے کا مہینہ۔ رمضان! تبتّل الی اللہ اور اعتکاف کا مہینہ، ہزار راتوں سے بہتر لیلۃ القدر کا حامل مومنوں کے لیے رحمٰن خدا کا عظیم تحفہ۔

رمضان اور قرآن

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔ اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ وَ عَلَى الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَهٗ فِدْیَةٌ طَعَامُ مِسْكِیْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَهُوَ خَیْرٌ لَّهٗ ؕ وَ اَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ ؕ وَ مَنْ كَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ یُرِیْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ وَ لَا یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ؗ وَ لِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔ (البقرۃ:184تا186)

وَ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا حَتّٰى یَتَبَیَّنَ لَكُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۪ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَى الَّیْلِ ۚ۔ (البقرۃ:188)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر روزے اسی طرح فرض کر دیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ گنتی کے چند دن ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے مریض ہو یا سفر پر ہو تو اسے چاہیے کہ وہ

اتنی مدت کے روزے دوسرے ایام میں پورے کرے۔ اور جو لوگ اس کی طاقت رکھتے ہوں ان پر فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔ پس جو کوئی بھی نفلی نیکی کرے تو یہ اس کے لیے بہت اچھا ہے۔ اور تمہارا روزے رکھنا تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔ رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کے لیے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اُتارا گیا اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے امور ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے اس مہینے کو دیکھے تو اِس کے روزے رکھے اور جو مریض ہو یا سفر پر ہو تو گنتی پوری کرنا دوسرے ایام میں ہو گا۔ اللہ تمہارے لیے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لیے تنگی نہیں چاہتا اور چاہتا ہے کہ تم (سہولت سے) گنتی کو پورا کرو اور اس ہدایت کی بنا پر اللہ کی بڑائی بیان کرو جو اُس نے تمہیں عطا کی اور تا کہ تم شکر کرو۔

اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ فجر (کے ظہور) کی وجہ سے (صبح کی) سفید دھاری (رات کی) سیاہ دھاری سے تمہارے لیے ممتاز ہو جائے۔ پھر روزے کو رات تک پورا کرو۔

احادیث رسول ﷺ رمضان کی فرضیت

عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، أَنَّ أَعْرَابِيًّا جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَائِرَ الرَّأْسِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَخْبِرْنِي مَاذَا فَرَضَ اللهُ عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ؟ فَقَالَ: الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ، إِلَّا أَنْ تَطَّوَّعَ شَيْئًا، فَقَالَ: أَخْبِرْنِي مَا فَرَضَ اللهُ عَلَيَّ مِنَ الصِّيَامِ؟ فَقَالَ: شَهْرَ رَمَضَانَ، إِلَّا أَنْ تَطَّوَّعَ شَيْئًا، فَقَالَ: أَخْبِرْنِي بِمَا فَرَضَ اللهُ عَلَيَّ مِنَ الزَّكَاةِ؟ فَقَالَ: فَأَخْبَرَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرَائِعَ الْإِسْلَامِ، قَالَ: وَالَّذِي أَكْرَمَكَ لَا أَتَطَوَّعُ شَيْئًا وَلَا أَنْقُصُ مِمَّا فَرَضَ اللهُ عَلَيَّ شَيْئًا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ، أَوْ دَخَلَ الْجَنَّةَ إِنْ صَدَقَ۔

(صحیح البخاری، کِتَابُ الصَّوْمِ۔ بَابُ وُجُوبِ صَوْمِ رَمَضَانَ حدیث نمبر 1891)

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: ”ایک پریشان حال بدوی بکھرے ہوئے بالوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اُس نے پوچھا: یارسول اللہ! بتایئے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کتنی نمازیں فرض کی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پانچ نمازیں، یہ اور بات ہے کہ تم اپنی طرف سے نفل پڑھ لو، پھر اس نے کہا بتایئے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کتنے روزے فرض کیے ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ رمضان کے مہینے کے، یہ اور بات ہے کہ تم خود اپنے طور پر کچھ نفلی روزے اور بھی رکھ لو، پھر اس نے پوچھا اور بتایئے زکوٰۃ کس طرح مجھ پر اللہ تعالیٰ نے فرض کی ہے؟ آپ ﷺ نے اسے شرع اسلام کی باتیں بتا دیں۔ اس کے بعد اس بدوی نے کہا اس ذات کی قسم

جس نے آپ ﷺ کو عزت دی اُس سے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر فرض کر دیا ہے کچھ بڑھاؤں گا اور نہ گھٹاؤں گا، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر اس نے سچ کہا ہے تو یہ مراد کو پہنچا (یا فرمایا کہ) اگر سچ کہا ہے تو جنت میں جائے گا۔"

رؤیت ہلال

عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُومُوا، وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوا لَهُ۔ (سنن ابن ماجه كتاب الصيام، بَابُ: مَا جَاءَ فِي صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ حدیث نمبر: 1654)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم چاند دیکھ لو تو روزہ رکھو، اور چاند دیکھ کر ہی روزے رکھنا ختم کرو، اور اگر چاند بادل کی وجہ سے مشتبہ ہو جائے تو تیس دن کی گنتی پوری کرو"

أَخْبَرَنِي كُرَيْبٌ، أَنَّ أُمَّ الْفَضْلِ بِنْتَ الْحَارِثِ بَعَثَتْهُ إِلَى مُعَاوِيَةَ بِالشَّامِ، قَالَ: فَقَدِمْتُ الشَّامَ فَقَضَيْتُ حَاجَتَهَا وَاسْتُهِلَّ عَلَيَّ هِلَالُ رَمَضَانَ وَأَنَا بِالشَّامِ، فَرَأَيْنَا الْهِلَالَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ، ثُمَّ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فِي آخِرِ الشَّهْرِ، فَسَأَلَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ ثُمَّ ذَكَرَ الْهِلَالَ، فَقَالَ: مَتَى رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ؟ فَقُلْتُ: رَأَيْنَاهُ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ، فَقَالَ: أَأَنْتَ رَأَيْتَهُ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ؟ فَقُلْتُ: رَآهُ النَّاسُ وَصَامُوا وَصَامَ مُعَاوِيَةُ، قَالَ: لَكِنْ رَأَيْنَاهُ لَيْلَةَ السَّبْتِ فَلَا نَزَالُ نَصُومُ حَتَّى نُكْمِلَ ثَلَاثِينَ يَوْمًا أَوْ نَرَاهُ، فَقُلْتُ: أَلَا تَكْتَفِي بِرُؤْيَةِ مُعَاوِيَةَ وَصِيَامِهِ؟ قَالَ: لَا، هَكَذَا أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. (سنن ترمذي كتاب الصيام باب مَا جَاءَ لِكُلِّ أَهْلِ بَلَدٍ رُؤْيَتُهُمْ حدیث نمبر: 693)

"کریب بیان کرتے ہیں کہ ام فضل بنت حارث نے انہیں معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس شام بھیجا، میں شام آیا اور جو کام میرے ذمہ لگایا گیا، اسے مکمل کیا۔ اور (اسی درمیان) رمضان کا چاند نکل آیا، اور میں شام ہی میں تھا کہ ہم نے جمعہ کی رات کو چاند دیکھا، پھر میں مہینے کے آخر میں مدینہ آیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے وہاں کے حالات پوچھے پھر انہوں نے چاند کا ذکر کیا اور کہا: تم لوگوں نے چاند کب دیکھا تھا؟ میں نے کہا: ہم نے اسے جمعہ کی رات کو دیکھا تھا، تو انہوں نے کہا: کیا تم نے بھی جمعہ کی رات کو دیکھا تھا؟ تو میں نے کہا: لوگوں نے اسے دیکھا اور انہوں نے روزے رکھے اور معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی روزہ رکھا، اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: لیکن ہم نے تو ہفتہ کی رات چاند دیکھا، اور ہم تیس دن پورے کریں گے، سوائے اس کے کہ ہم 29 رمضان کو چاند دیکھ لیں، تو میں نے کہا: کیا آپ معاویہ کے چاند دیکھنے اور روزہ رکھنے پر اکتفا نہیں کریں گے؟ انہوں نے کہا: نہیں، ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کرنے کا حکم دیا ہے۔"

أَخْبَرَنِي كُرَيْبٌ، أَنَّ أُمَّ الْفَضْلِ ابْنَةَ الْحَارِثِ، بَعَثَتْهُ إِلَى مُعَاوِيَةَ بِالشَّامِ، قَالَ: فَقَدِمْتُ الشَّامَ فَقَضَيْتُ حَاجَتَهَا، فَاسْتَهَلَّ رَمَضَانُ وَأَنَا بِالشَّامِ، فَرَأَيْنَا الْهِلَالَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ، ثُمَّ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فِي آخِرِ الشَّهْرِ، فَسَأَلَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ، ثُمَّ ذَكَرَ الْهِلَالَ، فَقَالَ: مَتَى رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ؟ قُلْتُ: رَأَيْتُهُ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ، قَالَ: أَنْتَ رَأَيْتَهُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، وَصَامُوا وَصَامَ مُعَاوِيَةُ وَرَآهُ النَّاسُ، قَالَ: لَكِنَّا رَأَيْنَاهُ لَيْلَةَ السَّبْتِ، فَلَا نَزَالُ نَصُومُهُ حَتَّى نُكْمِلَ الثَّلَاثِينَ أَوْ نَرَاهُ، فَقُلْتُ: أَفَلَا تَكْتَفِي بِرُؤْيَةِ مُعَاوِيَةَ وَصِيَامِهِ؟ قَالَ: لَا، هَكَذَا أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(سنن ابي داود كتاب الصيام باب إِذَا رُؤِيَ الْهِلَالُ فِي بَلَدٍ قَبْلَ الْآخَرِينَ بِلَيْلَةٍ حدیث نمبر: 2332)

کریب کہتے ہیں کہ ام الفضل بنت حارث نے انہیں معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس شام بھیجا، میں نے وہاں پہنچ کر اپنے مفوضہ کام کو پورا کیا۔ میں ابھی شام ہی میں تھا کہ رمضان کا چاند نکل آیا، ہم نے جمعہ کی رات میں چاند دیکھا، پھر مہینے کے آخر میں مدینہ آ گیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے چاند کے متعلق پوچھا کہ تم نے چاند کب دیکھا؟ میں نے جواب دیا کہ جمعہ کی رات میں، فرمایا: تم نے خود دیکھا ہے؟ میں نے کہا: ہاں، اور لوگوں نے بھی دیکھا ہے، اور روزہ رکھا ہے، معاویہ نے بھی روزہ رکھا، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: لیکن ہم نے ہفتہ کی رات میں چاند دیکھا ہے لہٰذا ہم تیس روزے پورے کریں گے، یا 29 رمضان کو چاند نظر آیا تو ختم کریں گے۔ اس پر میں نے کہا کہ کیا معاویہ کی رؤیت اور ان کا روزہ کافی نہیں ہے؟ کہنے لگے: نہیں، ہمیں رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح حکم دیا ہے۔

استقبالِ رمضان

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا يَتَقَدَّمَنَّ أَحَدُكُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صَوْمَهُ فَلْيَصُمْ ذَلِكَ الْيَوْمَ۔

(صحيح البخاری، كِتَاب الصَّوْمِ۔ بَابُ لَا يَتَقَدَّمَنَّ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ وَلَا يَوْمَيْنِ حدیث نمبر: 1914)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ: ”نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص رمضان سے پہلے (شعبان کی آخری تاریخوں میں) ایک یا دو دن کے روزے نہ رکھے البتہ اگر کسی کو اِن دنوں میں روزے رکھنے کی عادت ہو تو وہ اس دن بھی روزہ رکھ لے۔“

وَعَنْ سَلْمَانَ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي آخِرِ يَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ فَقَالَ: ”يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ أَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيمٌ مُبَارَكٌ شَهْرٌ فِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ جَعَلَ اللهُ تَعَالَى صِيَامَهُ فَرِيضَةً وَقِيَامَ لَيْلِهِ تَطَوُّعًا

مَنْ تَقَرَّبَ فِيْهِ بِخَصْلَةٍ مِّنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ أَدَّى فَرِيضَةً فِيمَا سِوَاهُ وَمَنْ أَدَّى فَرِيضَةً فِيهِ كَانَ كَمَنْ أَدَّى سَبْعِينَ فَرِيضَةً فِيمَا سِوَاهُ وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابه الْجَنَّة وَشهر الْمُوَاسَاة وَشهر يزْدَاد فِيهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ مَنْ فَطَّرَ فِيهِ صَائِمًا كَانَ لَهُ مَغْفِرَةً لِذُنُوبِهِ وَعِتْقَ رَقَبَتِهِ مِنَ النَّارِ وَكَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَجْرِهِ شَيْءٌ قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَيْسَ كلنا يجد مَا نُفَطِّرُ بِهِ الصَّائِمَ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُعْطِي اللّٰهُ هَذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلَى مَذْقَةِ لَبَنٍ أَوْ تَمْرَةٍ أَوْ شَرْبَةٍ مِنْ مَاءٍ وَمَنْ أَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِي شَرْبَةً لَا يَظْمَأُ حَتَّى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ شَهْرٌ أَوَّلُهُ رَحْمَةٌ وَأَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ وَآخِرُهُ عِتْقٌ مِنَ النَّارِ وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوكِهِ فِيهِ غَفَرَ اللهُ لَهُ وَأَعْتَقهُ من النَّار''۔ (مشکوٰۃ المصابیح کتاب الصوم حدیث نمبر: 1965)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ شعبان کی آخری رات صحابہ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا: ''اے لوگو ایک عظیم الشان برکت والا مہینہ تم پر سایہ فگن ہوا ہے۔ اس مہینے میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مہینے میں روزے رکھنا فرض قرار دیا ہے، اور راتوں کے قیام کو نفل عبادت اور اپنے قرب کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ جو شخص ان ایام میں قرب خداوندی کے حصول کی نیت سے کوئی نیکی کرتا ہے، اُسے فرض کا ثواب ملتا ہے۔ اور جس نے رمضان میں کوئی فرض ادا کیا، اُس کا ثواب ستر گنا ملے گا۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ یہ ہمدردی اور غمخواری کا مہینہ ہے۔ اس مہینے میں مومن کے رزق میں برکت دی جاتی ہے۔ جو شخص کسی روزہ دار کو افطار کروائے گا تو یہ عمل اُس کے لیے مغفرت اور آگ سے آزادی کا ذریعہ بنے گا۔ اور افطار کرنے والے کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی۔ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ ہم میں سے ہر کوئی اتنی استطاعت نہیں رکھتا کہ وہ کسی کا روزہ افطار کروائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ چاہے کوئی ایک گھونٹ دودھ، ایک کھجور یا ایک گھونٹ پانی سے کسی کا روزہ افطار کروائے، وہ بھی ثواب کا مستحق ہے۔ اور جو شخص کسی روزہ دار کو سیر ہو کر کھانا کھلائے گا، اللہ اُسے میرے حوض سے شربت پلائے گا اور وہ جنت میں داخل ہونے تک پیاسا نہیں ہوگا۔ یہ ایسا مہینہ کہ جس کا پہلا عشرہ رحمت، درمیانی عشرہ بخشش اور آخری عشرہ آگ سے آزادی کا ذریعہ ہے۔ ان ایام میں جو شخص اپنے ملازم کا بوجھ ہلکا کرے گا تو اس کا یہ عمل اُس کی بخشش اور جہنم کی آگ سے نجات کا ذریعہ بنے گا۔''

فضائل و برکات

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا كَانَتْ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ،

وَمَرَدَةُ الْجِنِّ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ، فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ، وَفُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ، وَنَادَى مُنَادٍ يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ أَقْبِلْ، وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ أَقْصِرْ، وَلِلَّهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ، وَذَلِكَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ۔

(سنن ابن ماجه کتاب الصیام بَابُ: مَا جَاءَ فِي فَضْلِ شَهْرِ رَمَضَانَ حدیث نمبر: 1642)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیطان اور سرکش جن زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، اور اس کا کوئی بھی دروازہ کھلا ہوا نہیں رہتا، جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، اور اس کا کوئی بھی دروازہ بند نہیں رہتا، منادی پکارتا ہے: اے بھلائی کے طالب! بھلائی کے کام پہ آگے بڑھ، اور اے برائی کے چاہنے والے! اپنی برائی سے رک جا، ان ایام میں اللہ کچھ لوگوں کی گردن جہنم کی آگ سے آزاد کرتا ہے، اور ایسا رمضان کی ہر رات کو ہوتا ہے۔“

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: دَخَلَ رَمَضَانُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ هَذَا الشَّهْرَ قَدْ حَضَرَكُمْ وَفِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ، مَنْ حُرِمَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرَ كُلَّهُ، وَلَا يُحْرَمُ خَيْرَهَا إِلَّا مَحْرُومٌ۔

(سنن ابن ماجه کتاب الصیام بَابُ: مَا جَاءَ فِي فَضْلِ شَهْرِ رَمَضَانَ حدیث نمبر: 1644)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رمضان آیا تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ”ایک بابرکت مہینہ تمہاری زندگی میں آیا ہے۔ اور اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو اس سے محروم رہا وہ ہر طرح کے خیر (بھلائی) سے محروم رہا، اور اس کے فیض سے وہی محروم رہے گا جو (واقعی) محروم ہو۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: الصِّيَامُ جُنَّةٌ، فَلَا يَرْفُثْ، وَلَا يَجْهَلْ، وَإِنِ امْرُؤٌ قَاتَلَهُ أَوْ شَاتَمَهُ، فَلْيَقُلْ: إِنِّي صَائِمٌ مَرَّتَيْنِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ، يَتْرُكُ طَعَامَهُ، وَشَرَابَهُ، وَشَهْوَتَهُ مِنْ أَجْلِي الصِّيَامُ لِي، وَأَنَا أَجْزِي بِهِ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا۔

(صحیح البخاری، کِتَابُ الصَّوْمِ بَابُ فَضْلِ الصَّوْمِ حدیث نمبر: 1894)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ: ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا روزہ دوزخ سے بچنے کے لیے ایک ڈھال ہے اس لیے (روزہ دار) نہ فحش باتیں کرے اور نہ جہالت کی باتیں اور اگر کوئی شخص اس سے لڑے یا اسے گالی دے تو اس کا جواب صرف یہ ہونا چاہیے کہ میں روزہ دار ہوں، (یہ الفاظ) دو مرتبہ (کہہ دے) اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ اور پاکیزہ

ہے، (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) بندہ اپنا کھانا پینا اور اپنی شہوت میرے لیے چھوڑ دیتا ہے، روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور (دوسری) نیکیوں کا ثواب بھی اصل نیکی سے دس گنا ہوتا ہے۔"

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ مَا شَاءَ اللهُ، يَقُولُ اللهُ: إِلَّا الصَّوْمَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ مِنْ أَجْلِي، لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهِ، وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ، وَلَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ۔

(سنن ابن ماجه كتاب الصيام، بَابُ: مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصِّيَامِ حديث نمبر: 1638)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "انسان کی ہر نیکی دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھادی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: سوائے روزے کے اس لیے کہ وہ میرے لیے خاص ہے، اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا، آدمی اپنی خواہش اور کھانا میرے لیے چھوڑ دیتا ہے، روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں: ایک افطار کے وقت اور دوسری اپنے رب سے ملنے کے وقت، اور روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بہتر ہے۔"

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، وَمَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔

(صحيح البخاري، كِتَابُ الصَّوْمِ۔ بَابُ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا وَنِيَّةً حديث نمبر: 1901)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ: "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی شب قدر میں ایمان کے ساتھ اور حصول ثواب کی نیت سے عبادت کے لیے کھڑا ہو اس کے تمام اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے اور جس نے رمضان کے روزے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے رکھے اس کے اگلے تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔"

عَنْ سَهْلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا، يُقَالُ لَهُ: الرَّيَّانُ، يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ، يُقَالُ: أَيْنَ الصَّائِمُونَ؟ فَيَقُومُونَ، لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ، فَإِذَا دَخَلُوا أُغْلِقَ، فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ۔ (صحيح البخاري كِتَابُ الصَّوْمِ بَابُ الرَّيَّانُ لِلصَّائِمِينَ حديث نمبر: 1896)

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ: "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جنت کا ایک دروازہ ہے جسے ریان کہتے ہیں قیامت کے دن اس دروازہ سے صرف روزہ دار ہی جنت میں داخل ہوں گے، ان کے سوا

اور کوئی اس میں سے نہیں داخل ہو گا، پکارا جائے گا کہ روزہ دار کہاں ہیں؟ وہ کھڑے ہو جائیں گے۔ جب یہ لوگ اندر چلے جائیں گے تو یہ دروازہ بند کر دیا جائے گا پھر کوئی اُس سے داخل نہ ہو گا۔"

سحر و افطار

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الأَسْوَدِ سورة البقرة آية ١٨٧، عَمَدْتُ إِلَى عِقَالٍ أَسْوَدَ وَإِلَى عِقَالٍ أَبْيَضَ، فَجَعَلْتُهُمَا تَحْتَ وِسَادَتِي، فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ فِي اللَّيْلِ فَلَا يَسْتَبِينُ لِي، فَغَدَوْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرْتُ لَهُ ذَلِكَ، فَقَالَ: إِنَّمَا ذَلِكَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَبَيَاضُ النَّهَارِ۔ (صحيح البخاري، كِتَاب الصَّوْمِ، بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ} حدیث نمبر: 1916)

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: "جب یہ آیت نازل ہوئی" تا آنکہ کھل جائے تمہارے لیے سفید دھاری سیاہ دھاری سے۔" تو میں نے ایک سیاہ دھاگہ لیا اور ایک سفید اور دونوں کو تکیہ کے نیچے رکھ لیا اور رات میں دیکھتا رہا مجھ پر ان کے رنگ نہ کھلے، جب صبح ہوئی تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس سے تو رات کی تاریکی (صبح کاذب) اور دن کی سفیدی (صبح صادق) مراد ہے۔"

افطار کی دعائیں

حَدَّثَنَا مَرْوَانُ يَعْنِي ابْنَ سَالِمٍ الْمُقَفَّعَ، قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقْبِضُ عَلَى لِحْيَتِهِ فَيَقْطَعُ مَا زَادَ عَلَى الْكَفِّ، وَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَفْطَرَ، قَالَ: ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوقُ وَثَبَتَ الأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللهُ۔

(سنن ابي داود كتاب الصيام باب الْقَوْلِ عِنْدَ الإِفْطَارِ حدیث نمبر: 2357)

مروان بن سالم مقفع کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا، وہ اپنی داڑھی کو مٹھی میں پکڑتے اور جو مٹھی سے زائد ہوتی اسے کاٹ دیتے، اور کہتے کہ رسول اللہ ﷺ جب افطار کرتے تو یہ دعا پڑھتے: "پیاس ختم ہو گئی، رگیں تر ہو گئیں، اور اگر اللہ نے چاہا تو ثواب مل گیا۔"

عَنْ مُعَاذِ بْنِ زُهْرَةَ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَفْطَرَ، قَالَ: اللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلَى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ۔

(سنن ابي داود كتاب الصيام باب الْقَوْلِ عِنْدَ الإِفْطَارِ حدیث نمبر: 2358)

معاذ بن زہرہ سے روایت ہے کہ انہیں یہ بات پہنچی ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب روزہ افطار فرماتے تو یہ دعا پڑھتے:
”اے اللہ! میں نے تیری ہی خاطر روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق سے افطار کیا۔“

سفر اور روزہ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَرَأَى زِحَامًا وَرَجُلًا قَدْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: مَا هٰذَا؟ فَقَالُوا: صَائِمٌ، فَقَالَ: لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصَّوْمُ فِي السَّفَرِ۔

(صحیح البخاری، كِتَاب الصَّوْمِ۔ بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ، وَاشْتَدَّ الْحَرُّ حدیث نمبر: 1946)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ: ”رسول اللہ ﷺ ایک سفر (غزوہ فتح) میں تھے آپ ﷺ نے دیکھا کہ ایک شخص پر لوگوں نے سایہ کر رکھا ہے، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا بات ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ایک روزہ دار ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ سفر میں روزہ رکھنا اچھا کام نہیں ہے۔“

وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ مِنْ بَنِي عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: أَغَارَتْ عَلَيْنَا خَيْلُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَغَدَّى، فَقَالَ: ادْنُ فَكُلْ، قُلْتُ: إِنِّي صَائِمٌ، قَالَ: اجْلِسْ أُحَدِّثْكَ عَنِ الصَّوْمِ، أَوِ الصِّيَامِ، إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ شَطْرَ الصَّلَاةِ، وَعَنِ الْمُسَافِرِ، وَالْحَامِلِ، وَالْمُرْضِعِ الصَّوْمَ، أَوِ الصِّيَامَ، وَاللّٰهِ لَقَدْ قَالَهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِلْتَاهُمَا، أَوْ إِحْدَاهُمَا، فَيَا لَهْفَ نَفْسِي، فَهَلَّا كُنْتُ طَعِمْتُ مِنْ طَعَامِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(سنن ابن ماجه كتاب الصيام۔ بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْإِفْطَارِ لِلْحَامِلِ وَالْمُرْضِعِ حدیث نمبر: 1667)

قبیلہ بنی عبد اللہ بن کعب کے ایک شخص نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے سوار ہمارے اوپر حملہ آور ہوئے تو میں آپ ﷺ کے پاس آیا، اور آپ دوپہر کا کھانا تناول فرما رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”قریب آ جاؤ اور کھاؤ“ میں نے کہا: میں روزے سے ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”بیٹھو میں تمہیں روزے کے سلسلے میں بتاتا ہوں“ اللہ تعالیٰ نے مسافر سے آدھی نماز معاف کر دی ہے، اور مسافر، حاملہ اور مرضعہ (دودھ پلانے والی) سے روزہ معاف کر دیا ہے، قسم اللہ کی نبی اکرم ﷺ نے یہ دونوں باتیں فرمائیں، یا ایک بات فرمائی، اب میں اپنے اوپر افسوس کرتا ہوں کہ میں آپ کے ساتھ کھانے میں کیوں شریک نہ ہوا۔“

تہجد و تراویح

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: كَيْفَ كَانَتْ صَلاَةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ؟ فَقَالَتْ: مَا كَانَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلاَ فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُصَلِّي أَرْبَعًا، فَلاَ تَسَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا، فَلاَ تَسَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي ثَلاَثًا، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوتِرَ، قَالَ: يَا عَائِشَةُ، إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلاَ يَنَامُ قَلْبِي۔

(صحیح البخاری کتاب صلاۃ التراویح، باب فضل من قام رمضان حدیث نمبر: 2013)

حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ (تراویح یا تہجد کی نماز) رمضان میں کتنی رکعتیں پڑھتے تھے؟ تو انہوں نے بتلایا کہ رمضان ہو یا کوئی اور مہینہ آپ گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ آپ ﷺ پہلی چار رکعت پڑھتے، تم ان کے حسن و خوبی اور طول کا حال نہ پوچھو، پھر چار رکعت پڑھتے، ان کے بھی حسن و خوبی اور طول کا حال نہ پوچھو، آخر میں تین رکعت (وتر) پڑھتے تھے۔ میں نے ایک بار پوچھا، یا رسول اللہ! کیا آپؐ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا، عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَيْلَةً فِي رَمَضَانَ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَإِذَا النَّاسُ أَوْزَاعٌ مُتَفَرِّقُونَ، يُصَلِّي الرَّجُلُ لِنَفْسِهِ، وَيُصَلِّي الرَّجُلُ فَيُصَلِّي بِصَلاَتِهِ الرَّهْطُ، فَقَالَ عُمَرُ: إِنِّي أَرَى لَوْ جَمَعْتُ هَؤُلاَءِ عَلَى قَارِئٍ وَاحِدٍ لَكَانَ أَمْثَلَ، ثُمَّ عَزَمَ فَجَمَعَهُمْ عَلَى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُ لَيْلَةً أُخْرَى وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلاَةِ قَارِئِهِمْ، قَالَ عُمَرُ: نِعْمَ الْبِدْعَةُ هَذِهِ، وَالَّتِي يَنَامُونَ عَنْهَا أَفْضَلُ مِنَ الَّتِي يَقُومُونَ يُرِيدُ آخِرَ اللَّيْلِ، وَكَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ أَوَّلَهُ۔ (صحیح البخاری کتاب صلاۃ التراویح، باب فضل من قام رمضان حدیث نمبر: 2010)

حضرت عبد الرحمٰن بن عبد القاری نے بیان کیا میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ رمضان کی ایک رات کو مسجد میں گیا۔ سب لوگ متفرق اور منتشر تھے، کوئی اکیلا نماز پڑھ رہا تھا، اور کچھ کسی کے پیچھے کھڑے ہوئے تھے۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میرا خیال ہے کہ اگر میں تمام لوگوں کو ایک قاری کے پیچھے جمع کر دوں تو زیادہ اچھا ہو گا، چنانچہ اس ارادے کے مطابق آپ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو ان کا امام بنا دیا۔ پھر ایک رات جو میں ان کے ساتھ نکلا تو دیکھا کہ لوگ اپنے امام کے پیچھے نماز (تراویح) پڑھ رہے ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، یہ نیا طریقہ بہتر اور مناسب

ہے اور (رات کا) وہ حصہ جس میں یہ لوگ سو جاتے ہیں اس حصہ سے بہتر اور افضل ہے جس میں یہ نماز پڑھتے ہیں۔ آپ کی مرادرات کے آخری حصہ (کی فضیلت) سے تھی کیونکہ لوگ یہ نماز رات کے شروع ہی میں پڑھ لیتے تھے۔

اسوۂ کامل

...أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ، وَكَانَ أَجْوَدُ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ، وَكَانَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامِ يَلْقَاهُ كُلَّ لَيْلَةٍ فِي رَمَضَانَ، حَتَّى يَنْسَلِخَ يَعْرِضُ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْآنَ، فَإِذَا لَقِيَهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامِ، كَانَ أَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ۔

(صحیح البخاری، كِتَاب الصَّوْمِ۔ بَابُ أَجْوَدُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حدیث نمبر: 1902)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ: ”نبی کریم ﷺ سخاوت اور خیر کے معاملہ میں سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور آپ ﷺ کی سخاوت اس وقت اور زیادہ بڑھ جاتی تھی جب جبرئیل علیہ السلام آپ ﷺ سے رمضان میں ملتے، جبرئیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ سے رمضان شریف کی ہر رات میں ملتے یہاں تک کہ رمضان گزر جاتا۔ نبی کریم ﷺ جبرئیل علیہ السلام سے قرآن کا دور کرتے تھے، جب جبرئیل علیہ السلام آپ ﷺ سے ملنے لگتے تو آپ ﷺ چلتی ہوا سے بھی زیادہ بھلائی پہنچانے میں سخی ہو جایا کرتے تھے۔“

عمومی مسائل

وَيُذْكَرُ عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاكُ وَهُوَ صَائِمٌ مَا لَا أُحْصِي أَوْ أَعُدُّ، وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ وُضُوءٍ، وَيُرْوَى نَحْوُهُ، عَنْ جَابِرٍ، وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَمْ يَخُصَّ الصَّائِمَ مِنْ غَيْرِهِ، وَقَالَتْ عَائِشَةُ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: السِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ، مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ، وَقَالَ عَطَاءٌ، وَقَتَادَةُ يَبْتَلِعُ رِيقَهُ۔

(صحیح البخاری، كِتَاب الصَّوْمِ۔ بَابُ سِوَاكِ الرَّطْبِ وَالْيَابِسِ لِلصَّائِمِ حدیث نمبر: Q1934)

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ: ”انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو روزہ کی حالت میں بے شمار دفعہ وضو میں مسواک کرتے دیکھا اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث بیان کی کہ اگر میری امت پر مشکل نہ ہوتی تو میں ہر وضو کے ساتھ مسواک کا حکم وجوباً دے دیتا۔ اسی طرح کی حدیث جابر اور زید بن خالد رضی اللہ عنہما کی بھی نبی کریم ﷺ سے منقول ہے۔ اس میں نبی کریم ﷺ نے روزہ دار وغیرہ کی کوئی تخصیص

نہیں کی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا کہ (مسواک) منہ کو پاک رکھنے والی اور رب تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ اور عطاء اور قتادہ نے کہا روزہ دار اپنا تھوک نگل سکتا ہے۔"

اعتکاف

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ۔

(صحیح مسلم، كِتَابُ الِاعْتِكَافِ باب اعْتِكَافِ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ حدیث نمبر: 2782)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ: "رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔"

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ، ثُمَّ اعْتَكَفَ أَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهِ۔

(صحیح مسلم كِتَابُ الِاعْتِكَافِ باب اعْتِكَافِ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ حدیث نمبر: 2784)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ ہمیشہ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ نے وفات پائی۔ پھر آپ ﷺ کے بعد آپ کی ازواج رضی اللہ عنہن اعتکاف بیٹھا کرتی تھیں۔

آخری عشرہ

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ، أَحْيَا اللَّيْلَ، وَأَيْقَظَ أَهْلَهُ، وَجَدَّ وَشَدَّ الْمِئْزَرَ۔ (صحیح مسلم كِتَابُ الِاعْتِكَافِ، باب الِاجْتِهَادِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ حدیث نمبر: 2787)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رمضان کے آخری عشرہ میں داخل ہوتے تو آپ کی راتیں زندہ ہو جاتیں۔ آپ کمر ہمت کس لیتے، اور اپنے اہل و عیال کو بھی عبادت کے لیے بیدار کرتے۔

قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ، مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهِ

(صحیح مسلم كِتَابُ الِاعْتِكَافِ، باب الِاجْتِهَادِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ حدیث نمبر: 2788)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اتنی کوشش کرتے عبادت میں جو اور دنوں میں نہ کرتے۔

لیلۃ القدر

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، أَنّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ۔ (صحيح البخاري كِتَاب فَضْلِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ؛ بَابُ تَحَرِّي لَيْلَةِ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ حدیث نمبر: 2017)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، أَنّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: الْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي تَاسِعَةٍ تَبْقَى، فِي سَابِعَةٍ تَبْقَى، فِي خَامِسَةٍ تَبْقَى۔

(صحيح البخاري كِتَاب فَضْلِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ؛ بَابُ تَحَرِّي لَيْلَةِ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ حدیث نمبر: 2021)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو، جب نو راتیں باقی رہ جائیں یا پانچ راتیں باقی رہ جائیں۔ (یعنی اکیسویں یا تئیسویں یا پچیسویں راتوں میں لیلۃ القدر کو تلاش کرو)۔

ارشادات امام آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام

فرضیت

”کُتِبَ“ سے فرضی روزے مراد ہیں۔“

”تم پر روزے فرض کیے ہیں مگر جو تم میں سے بیمار ہو یا سفر پر ہو وہ اتنے روزے پھر رکھے۔“

میری تو یہ حالت ہے کہ مرنے کے قریب ہو جاؤں تب روزہ چھوڑتا ہوں طبیعت روزہ چھوڑنے کو نہیں چاہتی۔ یہ مبارک دن ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نزول کے دن ہیں۔

”خدا تعالیٰ نے دین اسلام میں پانچ مجاہدات مقرر فرمائے ہیں۔ 1 نماز، 2 روزہ، 3 زکوٰۃ، صدقات، 4 حج، 5 اسلامی دشمن کا ذبّ اور دفع خواہ سیفی ہو یا قلمی۔ یہ پانچ مجاہدے قرآن شریف سے ثابت ہیں، مسلمانوں کو چاہیے کہ ان میں کوشش کریں اور ان کی پابندی کریں یہ روزے تو سال میں ایک ماہ کے ہیں۔ بعض اہل اللہ تو نوافل کے طور پر اکثر روزے

رکھتے ہیں اور ان میں مجاہدہ کرتے ہیں۔ہاں دائمی روزے رکھنا منع ہیں،یعنی ایسا نہیں چاہیے کہ آدمی ہمیشہ روزے ہی رکھتا رہے،بلکہ ایسا کرنا چاہیے کہ نفلی روزے کبھی رکھے اور کبھی چھوڑ دے۔"

برکات و فوائد

"تیسری بات جو اسلام کا رکن ہے وہ روزہ ہے،روزہ کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں۔اصل یہ ہے کہ جس ملک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالم سے واقف نہیں اس کے حالات کیا بیان کرے۔روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے،جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اُسی قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے،اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔خدا تعالیٰ کا منشا اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ہمیشہ روزہ دار کو یہ مد نظر رکھنا چاہیے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے، بلکہ اُسے چاہیے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے،تاکہ تبتل اور انقطاع حاصل ہو۔پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کے لیے تسلی اور سیری کا باعث ہے۔اور جو لوگ محض خدا کے لیے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں،جس سے دوسری غذا اُنہیں مل جاوے۔"

عبادات کا مقصد

"روزہ اور نماز ہر دو عبادتیں ہیں۔روزے کا زور جسم پر ہے اور نماز کا زور روح پر ہے۔نماز سے ایک سوز و گداز پیدا ہوتی ہے۔اس واسطے وہ افضل ہے روزے سے کشوف پیدا ہوتے ہیں۔مگر یہ کیفیّت بعض دفعہ جوگیوں میں بھی پیدا ہو سکتی ہے۔لیکن روحانی گدازش جو دعاؤں سے پیدا ہوتی ہے اس میں کوئی شامل نہیں۔"

رمضان کا فلسفہ

"رمض سورج کی تپش کو کہتے ہیں۔رمضان میں چونکہ انسان اکل و شرب اور دیگر تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے، دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لیے ایک جوش اور حرارت پیدا کرتا ہے۔روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا۔اہل لغت جو کہتے ہیں کہ گرمی کے مہینے میں آیا اس لیے رمضان کہلایا میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ عرب کے لیے یہ خصوصیت نہیں ہو سکتی۔روحانی رمض سے مراد روحانی ذوق و شوق اور حرارت دینی ہوتی ہے رمض اُس حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتھر وغیرہ گرم ہو جاتے ہیں۔"

”اگر خدا چاہتا تو دوسری امتوں کی طرح اِس اُمت میں کوئی قید نہ رکھتا، مگر اس نے قیدیں بھلائی کے واسطے رکھی ہیں۔ میرے نزدیک اصل یہی ہے کہ جب انسان صدق اور کمال اخلاص سے باری تعالیٰ میں عرض کرتا ہے کہ اس مہینے میں تو مجھے محروم نہ رکھ، تو خدا اُسے محروم نہیں رکھتا، اور ایسی حالت میں اگر انسان ماہِ رمضان میں بیمار ہو جاوے تو یہ بیماری اس کے حق میں رحمت ہوتی ہے کیونکہ ہر ایک عمل کا مدار نیت پر ہے۔ مومن کو چاہیے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں دلاور ثابت کر دے۔ جو شخص روزے سے محروم رہتا ہے مگر اس کے دل میں یہ نیت دردِ دل سے تھی کہ کاش میں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا اور اُس کا دل اس بات کے لیے گریاں ہے تو فرشتے اُس کے لیے روزے رکھیں گے، بشرطیکہ وہ بہانہ جو نہ ہو تو خدا تعالیٰ ہرگز اُسے ثواب سے محروم نہ رکھے گا۔ یہ ایک باریک امر ہے کہ اگر کسی شخص پر (اپنے نفس کی کسل کی وجہ سے) روزہ گراں ہے اور وہ اپنے خیال میں گمان کرتا ہے کہ میں بیمار ہوں اور میری صحت ایسی ہے کہ اگر ایک وقت نہ کھاؤں تو فلاں فلاں عوارض لاحق حال ہوں گے اور یہ ہو گا اور وہ ہو گا تو ایسا آدمی جو خدا کی نعمت کو خود اپنے اوپر گراں گمان کرتا ہے کب اُس ثواب کا مستحق ہو گا۔ ہاں وہ شخص جس کا دل اس بات پر خوش ہے کہ رمضان آگیا اور اس کا منتظر تھا کہ آوے اور روزہ رکھوں اور پھر بوجہ بیماری کے نہیں رکھ سکا تو وہ آسمان پر روزے سے محروم نہیں ہے۔“

بیمار اور مسافر

”اصل بات یہ ہے کہ قرآن شریف کی رخصتوں پر عمل کرنا بھی تقویٰ ہے۔ خدا تعالیٰ نے مسافر اور بیمار کو دوسرے وقت رکھنے کی اجازت اور رخصت دی ہے۔ اس لیے اس حکم پر بھی تو عمل کرنا چاہیے۔ میں نے پڑھا ہے کہ اکثر اکابر اس طرف گئے ہیں کہ اگر کوئی حالت سفر یا بیماری میں روزہ رکھتا ہے تو یہ معصیت ہے، کیونکہ غرض تو اللہ تعالیٰ کی رضا ہے نہ اپنی مرضی، اور اللہ تعالیٰ کی رضا فرماں برداری میں ہے جو حکم وہ دے اُس کی اطاعت کی جاوے۔ اور اپنی طرف سے اس پر حاشیہ نہ چڑھایا جاوے۔ اُس نے تو یہ حکم دیا ہے مَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ۔ اس میں کوئی قید اور نہیں لگائی کہ ایسا سفر ہو یا ایسی بیماری ہو۔ میں سفر کی حالت میں روزہ نہیں رکھتا، اور ایسا ہی بیماری کی حالت میں چنانچہ آج بھی میری طبیعت اچھی نہیں اور میں نے روزہ نہیں رکھا۔“

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، جلد دوم صفحہ 258 تا 265۔ ایڈیشن 2004، مطبوعہ پرنٹ ویل امرتسر)

تہجد و تراویح

ایک شخص نے سوال کیا کہ ماہ رمضان میں نماز تراویح آٹھ رکعت باجماعت قبل خفتن مسجد میں پڑھنی چاہیے، یا کہ پچھلی رات کو اٹھ کر اکیلے گھر میں پڑھنی چاہیے؟۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا کہ:"نماز تراویح کوئی جدا نماز نہیں۔ دراصل نماز تہجد کی آٹھ رکعت کو اوّل وقت میں پڑھنے کا نام تراویح ہے۔ اور یہ ہر دو صورتیں جائز ہیں جو سوال میں بیان کی گئی ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے ہر دو طرح پڑھی ہے۔ لیکن اکثر عمل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر تھا کہ آپ پچھلی رات کو گھر میں اکیلے یہ نماز پڑھتے تھے۔"۔(ملفوظات جلد10، صفحہ 18، 17۔ ایڈیشن 1984ء)

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ دائمی تو وہی آٹھ رکعت ہے اور آپؐ تہجد کے وقت ہی پڑھا کرتے تھے اور یہی افضل ہے۔ مگر پہلی رات بھی پڑھ لینا جائز ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے رات کے اوّل حصہ میں اُسے پڑھا۔ بیس رکعات بعد میں پڑھی گئیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنت وہی تھی جو پہلے بیان ہوئی۔"

(ملفوظات جلد10، صفحہ 18، 17۔ ایڈیشن 1984ء)

مولا کریم ہم سب کو محض اپنے فضل سے خلوص نیت کے ساتھ ان بابرکت ایام سے بھرپور فائدہ اٹھانے، روزے رکھنے، نمازیں پڑھنے، قرآن مجید کی کثرت سے تلاوت کرنے اور صدقہ و خیرات کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆...☆...☆

رمضان المبارک کا جُزوِ لاینفک سحر و افطار

انسان کامل ﷺ اور اُس کے ظِل کامل کا اُسوہ اور ارشادات

دین برابر غالب رہے گا جب تک کہ لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے، کیونکہ یہود و نصاریٰ اس میں تاخیر کرتے ہیں

روزہ ایک کامل و بے مثل عبادت ہے جو بندے کو روحانی اور جسمانی طور پر صحت مند بناتی ہے، ظاہری اور باطنی کثافتیں دور کرکے طبیعت کو اعتدال پر لاتی ہے۔ روزہ صرف بھوک پیاس برداشت کرنے کا نام نہیں بلکہ اس کی علّتِ غائی گناہوں سے نجات، تقویٰ کا حصول، ربِ رحمٰن کی خوشنودی اور نار جہنم سے آزادی ہے۔

ماہِ صیام! رحمت، بخشش اور انعام سمیٹنے کا موسم، عبادت سے آباد ایّام اور معطر فضاؤں کا مہینہ ہے۔

روزے گذشتہ مذاہب اور اقوام پر بھی فرض کیے گئے مگر جس باقاعدگی، منظّم اور مفصّل تعلیم اور جن پابندیوں کے ساتھ مسلمانوں پر فرض ہوئے کبھی کسی قوم پر فرض نہیں ہوئے۔ اور اہل اسلام کے لیے روزے کا جو اجر اور بدلہ مالکِ کل اور نبی کامل ﷺ نے بیان فرمایا اس کی نظیر بھی گذشتہ مذاہب میں نہیں ملتی۔

روزہ دار کے فرائض اور اس کی بے مثل جزا کے بارے میں سید المرسلین ﷺ کی یہ حدیث قدسی ابدالدّہر تک اس صداقت پر گواہ رہے گی۔ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ اللّٰهُ: كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ، إِلَّا الصِّيَامَ فَإِنَّهُ لِي، وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ، وَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ، فَإِنْ سَابَّهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ، فَلْيَقُلْ: إِنِّي امْرُؤٌ صَائِمٌ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ، لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا: إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ، وَإِذَا لَقِيَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوْمِهِ۔

(صحیح البخاری کِتَاب الصَّوْمِ بَابُ هَلْ يَقُولُ إِنِّي صَائِمٌ إِذَا شُتِمَ حدیث نمبر 1904)

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ابن آدم کا ہر عمل اس کے لیے ہوتا ہے سوائے روزہ کے۔ کیونکہ وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ ہوتا ہوں۔ اور روزہ ایک ڈھال ہے، اور جب تم میں سے کوئی روزے سے ہو تو اسے فحش گوئی نہ کرنی چاہئے اور نہ شور و غل کرے، اگر کوئی شخص اس کو گالی دے یا لڑنا چاہے تو اس کا جواب صرف یہ ہو کہ میں ایک روزہ دار آدمی ہوں۔ اور اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں

محمد ﷺ کی جان ہے! یقیناً روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بُوئے مشک سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔ روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں جن سے وہ خوش ہوتا ہے۔ پہلی خوشی اس وقت ہوتی ہے جبکہ وہ افطار کرتا ہے۔ اور دوسری جب وہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا تو اپنے روزے کا ثواب پاکر خوش ہو گا۔

ماہ صیام میں طلوع فجر سے قبل روزہ رکھنے کی نیت سے کچھ کھانا "سحری" اور غروب آفتاب کے فوراً بعد روزہ کھولنے کے لیے اکل و شرب "افطار" کہلاتا ہے۔ شارع اسلام ﷺ نے جس اصول و طریق پر مداومت اختیار فرمائی اور امت کو جس کی تلقین فرمائی وہ آخر وقت تک سحری کھانا اور اوّل وقت میں افطار کرنا ہے۔

وقت سحر کی فضیلت

سید الکائنات ﷺ نے سحری کے وقت کو قبولیت دعا کا خاص وقت، اور روزہ رکھنے کے لیے سحری کھانے کو لازمی قرار دیا ہے۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ يُحَدِّثُ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَسَحَّرُ، فَقَالَ: إِنَّهَا بَرَكَةٌ أَعْطَاكُمُ اللّٰهُ إِيَّاهَا فَلَا تَدَعُوهُ۔

(سنن نسائي كتاب الصيام بَابُ فَضْلِ السُّحُورِ حدیث نمبر 2164)

حضرت عبد اللہ بن حارث بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں سے ایک شخص کہتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا، آپ اس وقت سحری کھا رہے تھے، آپؐ نے فرمایا: یہ برکت ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں دی ہے پس تم اسے مت چھوڑو۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّحُوْرُ أُكْلَةُ بَرَكَةٍ، فَلَا تَدَعُوْهُ، وَلَوْ أَنْ يَجرَعَ أَحَدُكُمْ جُرْعَةً مِنْ مَاءٍ؛ فَإِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَه يُصَلُّوْنَ عَلَى الْمُتَسَحِّرِيْنَ۔

(مسند احمد، مسنَد المكثِرِينَ مِنَ الصَّحَابَةِ، مسنَد أبِي سَعِيد الخدرِيِّ رَضِىَ اللّٰه تَعَالَىٰ عنه۔ حدیث نمبر 11396)

حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سحری کھانا باعث برکت ہے اس لیے اسے ترک نہ کیا کرو، خواہ پانی کا ایک گھونٹ ہی پی لیا کرو، کیونکہ اللہ اور فرشتے سحری کھانے والوں کے لیے رحمت کی دعا کرتے ہیں۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَصْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ أَكْلَةُ السَّحَرِ۔ (صحیح مسلم كِتَاب الصِّيَامِ باب فَضْلِ السُّحُورِ وَتَأْكِيدِ اسْتِحْبَابِهِ وَاسْتِحْبَابِ تَأْخِيرِهِ وَتَعْجِيلِ الْفِطْرِ: حدیث نمبر: 2550)

حضرت عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمارے روزے اور اہل کتاب کے روزے میں فرق سحری کھانا ہے۔

امت کو نصیحت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اسْتَعِينُوا بِطَعَامِ السَّحَرِ عَلَى صِيَامِ النَّهَارِ، وَبِالْقَيْلُولَةِ عَلَى قِيَامِ اللَّيْلِ۔ (سنن ابن ماجه كتاب الصيام بَابُ: مَا جَاءَ فِي السُّحُورِ حدیث نمبر 1693)

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: دن کے روزے کے لیے سحری کے کھانے سے مدد لو، اور قیلولہ سے رات کی عبادت میں مدد لو۔

آخر وقت تک سحری

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا يَمْنَعَنَّ أَحَدَكُمْ أَوْ أَحَدًا مِنْكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ مِنْ سَحُورِهِ، فَإِنَّهُ يُؤَذِّنُ أَوْ يُنَادِي بِلَيْلٍ لِيَرْجِعَ قَائِمَكُمْ وَلِيُنَبِّهَ نَائِمَكُمْ، وَلَيْسَ أَنْ يَقُولَ الْفَجْرُ أَوِ الصُّبْحُ، وَقَالَ: بِأَصَابِعِهِ وَرَفَعَهَا إِلَى فَوْقُ وَطَأْطَأَ إِلَى أَسْفَلُ حَتَّى يَقُولَ هَكَذَا، وَقَالَ زُهَيْرٌ: بِسَبَّابَتَيْهِ إِحْدَاهُمَا فَوْقَ الْأُخْرَى ثُمَّ مَدَّهَا عَنْ يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ۔ (صحيح البخاري كِتَاب الْأَذَانِ بَابُ الْأَذَانِ قَبْلَ الْفَجْرِ حدیث نمبر 621)

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم میں سے کسی کو بلال کی اذان سحری کھانے سے نہ روک دے کیونکہ وہ رات رہے اذان دیتا ہے یا (فرمایا کہ پکارتا ہے)۔ تاکہ تم میں سے جو تہجد کے لیے کھڑا ہے وہ گھر کو لوٹے اور جو ابھی سوئے ہوئے ہیں وہ ہوشیار ہو جائیں۔ کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ فجر یا صبح صادق ہو گئی اور آپ نے اپنی انگلیوں کے اشارے سے (طلوع صبح کی کیفیت بتائی)۔ انگلیوں کو اوپر کی طرف اٹھایا اور پھر آہستہ سے انہیں نیچے لائے اور پھر فرمایا کہ اس طرح فجر ہوتی ہے۔ زُہیر نے اپنی دونوں شہادت کی انگلیوں سے اشارہ کیا۔ ان میں سے ایک دوسری کے اوپر تھی، پھر ہر ایک کو اس نے اپنے دائیں طرف اور بائیں طرف کھینچا۔

عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ، قَالَ: إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ، فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُؤَذِّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ۔ (صحيح البخاري كِتَاب الْأَذَانِ بَابُ الْأَذَانِ قَبْلَ الْفَجْرِ حدیث نمبر 623)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بلال تو رات رہے اذان دیتا ہے۔ اس لیے تم کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ ابن اُم مکتوم اذان دے۔

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَغُرَّنَّكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ، وَلَا هٰذَا الْبَيَاضُ لِعَمُودِ، الصُّبْحِ حَتَّى يَسْتَطِيرَ هٰكَذَا ۔(صحیح مسلم كِتَاب الصِّيَامِ باب بَيَانِ أَنَّ الدُّخُولَ فِي الصَّوْمِ يَحْصُلُ بِطُلُوعِ الْفَجْرِ وَأَنَّ لَهُ الْأَكْلَ وَغَيْرَهُ حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ وَبَيَانِ صِفَةِ الْفَجْرِ الَّذِي تَتَعَلَّقُ بِهِ الْأَحْكَامُ مِنَ الدُّخُولِ فِي الصَّوْمِ وَدُخُولِ وَقْتِ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ، حدیث نمبر 2544)

حضرت سمرہ بن جندبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہاری سحری کے بارہ میں تمہیں بلالؓ کی اذان دھوکا میں نہ ڈالے۔ اور نہ ہی افق کی اس طرح لمبی (عمودی) سفیدی، یہاں تک کہ وہ اس طرح پھیل جائے اور حماد نے اپنے ہاتھ پھیلا کر اُسے بیان کیا، یعنی چوڑائی کے رخ۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَمْنَعَنَّ أَحَدَكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ مِنْ سُحُورِهِ، فَإِنَّهُ يُؤَذِّنُ لِيَنْتَبِهَ نَائِمُكُمْ، وَلِيَرْجِعَ قَائِمُكُمْ، وَلَيْسَ الْفَجْرُ أَنْ يَقُولَ هٰكَذَا، وَلٰكِنْ هٰكَذَا يَعْتَرِضُ فِي أُسْفَلِ السَّمَاءِ۔

(سنن ابن ماجه كتاب الصيام بَابُ: مَا جَاءَ فِي السُّحُورِ حدیث نمبر 1696)

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی کو بلال کی اذان سحری کھانے سے مانع نہ ہو، وہ اذان اس لیے دیتے ہیں کہ تم میں سے جو سو رہا ہے وہ سحری کھانے کے لیے جاگ جائے، اور قیام (یعنی تہجد پڑھنے والا) اپنے گھر چلا جائے، اور صبح صادق وہ نہیں جو اوپر کو اٹھتی ہے بلکہ صبح صادق آسمان کے کناروں پر پھیل جاتی ہے۔ (عرف عام میں جسے پَو پھٹنا کہتے ہیں)

رمضان المبارک میں افطار کے حوالے سے سنّت رسول ﷺ

وقت افطار قبولیت دعا کا خاص وقت ہے۔ اس لیے اس وقت کو دنیاداری کی باتوں میں ہرگز ضائع نہیں کرنا چاہیے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثَلَاثَةٌ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمْ: الصَّائِمُ حِينَ يُفْطِرُ وَالْإِمَامُ الْعَادِلُ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ يَرْفَعُهَا اللهُ فَوْقَ الْغَمَامِ وَتُفْتَحُ لَهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَيَقُولُ الرَّبُّ: وَعِزَّتِي لَأَنْصُرَنَّكِ وَلَوْ بعد حِينٍ۔ (مشکوۃ المصابیح کتاب الدعوات، حدیث نمبر 2249)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین آدمیوں کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے، روزہ دار جب وہ افطار کے وقت دعا کرتا ہے، عادل بادشاہ اور مظلوم کی دعا، اللہ اس دعا کو بادلوں کے اوپر اٹھالیتا ہے، اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور رب فرماتا ہے: میری عزت کی قسم! میں ضرور تمہاری مدد کروں گا خواہ کچھ دیر سے ہو۔

افطار میں جلدی

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ۔

(صحيح البخاري كِتَاب الصَّوْمِ بَابُ تَعْجِيلِ الإِفْطَارِ: حدیث نمبر: 1957)

حضرت سہل بن سعدؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمیشہ لوگ خیر پر رہیں گے جب تک روزہ افطار کرنے میں جلدی کریں گے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَحَبُّ عِبَادِي إِلَيَّ أَعْجَلُهُمْ فِطْرًا۔

(سنن ترمذي ابواب الصيام باب مَا جَاءَ فِي تَعْجِيلِ الإِفْطَارِ۔ حدیث نمبر 700)

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ عزوجل فرماتا ہے: مجھے میرے بندوں میں سب سے زیادہ محبوب وہ ہیں جو افطار میں جلدی کرنے والے ہیں۔

عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَقْبَلَ اللَّيْلُ مِنْ هَاهُنَا، وَأَدْبَرَ النَّهَارُ مِنْ هَاهُنَا، وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ، فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ۔

(صحيح البخاري كِتَاب الصَّوْمِ بَابُ مَتَى يَحِلُّ فِطْرُ الصَّائِمِ: حدیث نمبر: 1954)

حضرت عاصم بن عمر بن خطاب روایت کرتے ہیں، کہ میرے والد حضرت عمرؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب رات اس طرف (مشرق) سے آئے اور دن ادھر مغرب میں چلا جائے کہ سورج ڈوب جائے تو روزہ کے افطار کا وقت آ گیا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ، عَجِّلُوا الْفِطْرَ فَإِنَّ الْيَهُودَ يُؤَخِّرُونَ۔

(سنن ابن ماجه كتاب الصيام باب: مَا جَاءَ فِي تَعْجِيلِ الإِفْطَارِ حدیث نمبر 1698)

حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے ہمیشہ خیر میں

رہیں گے، تم لوگ افطار میں جلدی کرو اس لیے کہ یہود اس میں دیر کرتے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا يَزَالُ الدِّينُ ظَاهِرًا مَا عَجَّلَ النَّاسُ الْفِطْرَ، لِاَنَّ الْيَهُوْدَ وَ النَّصَارٰى يُؤَخِّرُوْنَ۔ (سنن ابي داؤد كتاب الصيام باب مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ تَعْجِيلِ الْفِطْرِ حديث نمبر 2353)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: دین برابر غالب رہے گا جب تک کہ لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے، کیونکہ یہود و نصاریٰ اس میں تاخیر کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تہجد اور سحری کا طریق

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ اپنی معروف تصنیف سیرت المہدی میں تحریر کرتے ہیں کہ: ”ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ 1895ء میں مجھے تمام ماہ رمضان قادیان میں گزارنے کا اتفاق ہوا اور میں نے تمام مہینہ حضرت صاحب کے پیچھے نماز تہجد یعنی تراویح ادا کی۔ آپ کی یہ عادت تھی کہ وتر اوّل شب میں پڑھ لیتے تھے اور نماز تہجد آٹھ رکعت دو دو رکعت کر کے آخر شب میں ادا فرماتے تھے۔ جس میں آپ ہمیشہ پہلی رکعت میں آیت الکرسی تلاوت فرماتے تھے یعنی اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سے وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ تک اور دوسری رکعت میں سورۃ اخلاص کی قراءت فرماتے تھے اور رکوع و سجود میں يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ اکثر پڑھتے تھے۔ اور ایسی آواز سے پڑھتے تھے کہ آپ کی آواز میں سُن سکتا تھا نیز آپ ہمیشہ سحری نماز تہجد کے بعد کھاتے تھے اور اس میں اتنی تاخیر فرماتے تھے کہ بعض دفعہ کھاتے کھاتے اذان ہو جاتی تھی اور آپ بعض اوقات اذان کے ختم ہونے تک کھانا کھاتے رہتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ دراصل مسئلہ تو یہ ہے کہ جب تک صبح صادق افق مشرق سے نمودار نہ ہو جائے سحری کھانا جائز ہے اذان کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ صبح کی اذان کا وقت بھی صبح صادق کے ظاہر ہونے پر مقرر ہے۔ اس لیے لوگ عموماً سحری کی حد اذان ہونے کو سمجھ لیتے ہیں۔ قادیان میں چونکہ صبح کی اذان صبح صادق کے پھوٹتے ہی ہو جاتی ہے بلکہ ممکن ہے کہ بعض اوقات غلطی اور بے احتیاطی سے اس سے بھی قبل ہو جاتی ہو۔ اس لیے ایسے موقعوں پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اذان کا چنداں خیال نہ فرماتے تھے اور صبح صادق کے تبیّن تک سحری کھاتے رہتے تھے اور دراصل شریعت کا منشاء بھی اس معاملہ میں یہ نہیں ہے کہ جب علمی اور حسابی طور پر صبح صادق کا آغاز ہو اس کے ساتھ ہی کھانا ترک کر دیا جاوے بلکہ منشاء یہ ہے کہ جب عام لوگوں کی نظر میں صبح کی سفیدی ظاہر ہو جاوے اس وقت کھانا چھوڑ دیا جاوے۔ چنانچہ تبیّن کا لفظ اسی بات کو ظاہر کر رہا ہے۔ حدیث

میں بھی آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بلال کی اذان پر سحری نہ چھوڑا کرو بلکہ ابن مکتوم کی اذان تک بیشک کھاتے پیتے رہا کرو۔ کیونکہ ابن مکتوم نابینا تھے اور جب تک لوگوں میں شور نہ پڑ جاتا تھا کہ صبح ہو گئی ہے، صبح ہو گئی ہے اس وقت تک اذان نہ دیتے تھے۔"

(سیرت المہدی جلد اول حصہ دوم روایت نمبر ۳۲۰ صفحہ ۲۹۵، ۲۹۶۔ ایڈیشن ۲۰۰۸ء نظارت نشرو اشاعت قادیان)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام خود بھی سحری کی پابندی فرمایا کرتے تھے، اور احباب جماعت سے بھی فرمایا کرتے تھے کہ سحری ضروری ہے۔ اسی طرح جو مہمان قادیان میں آیا کرتے تھے ان کی سہولت کے لیے سحری کا باقاعدہ انتظام ہوا کرتا تھا۔ اس بارے میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریر ہے کہ "منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ میں قادیان میں مسجد مبارک سے ملحق کمرے میں ٹھہرا کرتا تھا۔ میں ایک دفعہ سحری کھا رہا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لے آئے۔ دیکھ کر فرمایا کہ آپ دال سے روٹی کھاتے ہیں؟ اور اسی وقت منتظم کو بلوایا اور فرمانے لگے کہ سحری کے وقت دوستوں کو ایسا کھانا دیتے ہیں؟ یہاں ہمارے جس قدر احباب ہیں وہ سفر میں نہیں۔ ہر ایک سے معلوم کرو کہ ان کو کیا کیا کھانے کی عادت ہے اور وہ سحری کو کیا کیا چیز پسند کرتے ہیں۔ ویسا ہی کھانا ان کے لئے تیار کیا جائے۔ پھر منتظم میرے لئے اور کھانا لایا مگر مَیں کھا چکا تھا اور اذان بھی ہو گئی تھی۔ حضور نے فرمایا کھالو۔ اذان جلدی دی گئی ہے۔ اس کا خیال نہ کرو۔"

(سیرت المہدی جلد دوم حصہ چہارم روایت نمبر ۱۱۶۳ صفحہ ۱۲۷۔ ایڈیشن ۲۰۰۸ء نظارت نشرو اشاعت قادیان)

مسیح کا من و سلویٰ

شیخ کرم الٰہی صاحبؓ پٹیالوی کی روایت ہے کہ ایک دفعہ وہ سخت سردیوں کے مہینے میں رمضان گزارنے کے لیے قادیان آئے اور مسجد مبارک سے متصل کمرے میں حکیم فضل الدین بھیروی کے ساتھ رہائش مل گئی۔ حضور علیہ السلام اسی کمرہ میں سے گزر کر نماز کے لیے تشریف لاتے تھے۔ شیخ کرم الٰہی صاحب بیان کرتے ہیں کہ "ایک دفعہ سحری کے وقت دروازہ کھلا خاکسار سامنے بیٹھا تھا یہ دیکھ کر کہ حضرت صاحبؑ دروازہ میں کھڑے ہیں تعظیماً کھڑا ہو گیا۔ حضورؑ نے اشارے سے اپنی طرف بلایا میں جب آگے بڑھا تو دیکھا کہ حضورؑ کے دونوں ہاتھوں میں دو چینی کے پیالے ہیں جن میں کھیر تھی حضورؑ نے وہ دونوں پیالے خاکسار کو دیتے ہوئے فرمایا کہ جن احباب کے نام ان پر لکھے ہوئے ہیں دیکھ کر ان کو پہنچا دو میں نے وہ حکیم صاحب کے پیش کیے انہوں نے مسجد میں سے کسی کو طلب کر کے وہ پیالے ان احباب کو پہنچا دیے جن کے نام سیاہی سے لکھے ہوئے تھے اس کے بعد پھر دروازہ کھلا۔ پھر حضرت صاحب دو پیالے پکڑا

گئے۔ وہ بھی جن کے نام کے تھے ان کو پہنچا دیے گئے۔ اس طرح حضرت صاحبؑ خود دس گیارہ دفعہ پیالے لاتے رہے اور ہم ان اشخاص کو مہمان خانہ میں پہنچاتے رہے۔ آخری دفعہ میں جو دو پیالے حضورؑ نے دیے ان میں سے ایک پر حکیم صاحب کا نام اور دوسرے پر میرا نام تحریر تھا حکیم صاحب نے کھیر کھا کر کہا کہ آج تو مسیح کا من و سلویٰ اتر آیا۔"

(سیرت المہدی جلد دوم حصہ چہارم روایت نمبر ۱۰۸۸ صفحہ ۶۹۔ ایڈیشن ۲۰۰۸ء نظارت نشر واشاعت قادیان)

حرف آخر

اسلام کی تعلیم اعتدال سے عبارت ہے، یہ افراط و تفریط سے مبرا فطرت انسانی کے مطابق قابل عمل تعلیم کا منبع اور خزانہ ہے۔ اور اس کی یہی خوبی اسے باقی تمام مذاہب سے ممتاز کرتی ہے۔ رمضان المبارک بھی زندگی اور طبیعت میں ٹھہراؤ اور اعتدال پیدا کرنے کا نام ہے۔ رمضان المبارک انسانی زندگی کو تکلفات سے پاک کرنے کا مہینہ ہے، اس لیے اس میں بھی اعتدال ہونا چاہئے۔ روزہ ایک کیفیت اور احساس کا بھی نام ہے۔ چنانچہ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے ایک ارشاد کا حوالہ دیتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تفسیر کبیر میں بیان کرتے ہیں: "پھر فرماتا ہے يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ۔ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے تنگی نہیں چاہتا۔ یعنی ہم نے رمضان میں روزے اس لئے مقرر کیے ہیں کہ ہم یہ برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ تم ایمان لاؤ اور پھر اپنی زندگی تنگیوں میں بسر کرو۔ حالانکہ بظاہر یہ دکھائی دیتا ہے کہ ان دنوں مومنوں کو اپنے نفس پر زیادہ تنگی برداشت کرنی پڑتی ہے۔ درحقیقت اس آیت میں ایک عظیم الشان نکتہ بتایا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کے لئے بھوکا رہنا یا دین کے لئے قربانیاں کرنا انسان کے لئے کسی نقصان کا موجب نہیں بلکہ سراسر فائدے کا باعث ہوتا ہے۔ جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ رمضان میں انسان بھوکا رہتا ہے وہ قرآن کریم کی تکذیب کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم بھوکے تھے ہم نے رمضان مقرر کیا تا تم روٹی کھاؤ۔ پس معلوم ہوا کہ روٹی وہی ہے جو خدا تعالیٰ کھلاتا ہے اور اصلی زندگی اسی سے وابستہ ہے کہ انسان خدا کے لئے قربانی کرے اور پھر جو کچھ ملے اسے خدا تعالیٰ کا شُکر ادا کرتا ہوا کھائے... مومن کا فرض ہے کہ جو لقمہ اس کے منہ میں جائے اس کے متعلق پہلے دیکھے کہ وہ کس کے لئے ہے۔ اگر تو وہ خدا کے لئے ہے تو وہی روٹی ہے اور اگر نفس کے لئے ہے تو وہ روٹی نہیں بلکہ پتھر ہیں۔ اسی طرح جو کپڑا خدا کے لئے پہنا جائے وہی لباس ہے۔ جو نفس کے لئے پہنا جاتا ہے وہ ننگا ہے۔ دیکھو کیسے لطیف پیرائے میں بتایا کہ جب تک خدا کے لئے تکالیف اور مصائب برداشت نہ کرو تم سہولت حاصل نہیں کر سکتے۔ اس سے ان لوگوں کے خیال کا بھی اِبطال ہو

جاتا ہے جو بقول حضرت مسیح موعود علیہ السلام رمضان کو موٹے ہونے کا ذریعہ بنا لیتے ہیں۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ بعض لوگوں کے لئے تو رمضان ایسا ہی ہوتا ہے جیسے گھوڑے کے لئے خوید۔ وہ ان دنوں میں خوب گھی، مٹھائیاں اور مرغن اغذیہ کھاتے ہیں اور اسی طرح موٹے ہو کر نکلتے ہیں جس طرح خوید کے بعد گھوڑا۔ یہ چیز بھی رمضان کی برکت کو کم کرنے والی ہے۔ اسی طرح افطاری میں تنوع اور سحری میں تکلفات بھی نہیں ہونے چاہئیں اور یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ سارا دن بھوکے رہے ہیں اب پُرخوری کر لیں۔ رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں صحابہ کرامؓ افطاری کے لئے کوئی تکلفات نہ کرتے تھے۔ کوئی کھجور سے، کوئی نمک سے، بعض پانی سے اور بعض روٹی سے افطار کر لیتے تھے۔ ہمارے لئے بھی ضروری ہے کہ ہم اس طریق کو پھر جاری کریں اور رسول کریم ﷺ اور صحابہؓ کے نمونہ کو زندہ کریں"۔ (تفسیر کبیر جلد دوم سورۃ البقرہ زیر آیت ۱۸۶، صفحہ ۳۹۵،۳۹۶۔ ایڈیشن اپریل ۱۹۸۶ء)

قادر مطلق ہم سب کو اس مقدس مہینے سے بھرپور فائدہ اٹھانے اور رحمت و مغفرت سے جھولیاں بھرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ماہ صیام میں سحر و افطار

ماہ صیام میں ظاہری بھوک پیاس برداشت کرنا لازمی امر ہے مگر وہ مقدس و مطہر وجود جو کل عالم کے لیے رحمت اور مومنوں کے لیے رؤوف ورحیم تھا اس نے سحری آخری وقت تک کھانے اور افطاری اوّل وقت میں کرنے کا اصول وضع فرمایا۔

رمضان! رحمتوں اور برکتوں سے معمور ایام۔ ایک مجاہدہ جو صاحب ایمان کو تقویٰ کے راستے پر چلانے، بھوک پیاس برداشت کرنے اور طبیعت میں ٹھہراؤ لانے کا ذریعہ ہے۔

روزہ! وہ عبادت جس کے بدلے میں خالقِ کُل اور مالکِ حقیقی نے " الصَّوْمُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ "کا مژدہ سنایا۔

روزہ صرف ظاہری بھوک پیاس برداشت کرنے کا نام نہیں، بلکہ ایک مسلمان کے لیے مکمل ضابطہ حیات ہے۔ رمضان نفس کے احتساب کا مہینہ ہے، اور بد اعمال سے بچنے کے لیے ایک ڈھال ہے۔ روزے جسمانی صحت کو برقرار رکھتے ہیں بلکہ اسے بڑھاتے ہیں۔ روزوں سے دل کی پاکی، روح کی صفائی اور نفس کی طہارت حاصل ہوتی ہے۔

روزے، شکم سیروں اور فاقہ مستوں کو ایک سطح پر کھڑا کر دینے سے قوم میں مساوات کے اصول کو تقویت دیتے ہیں۔ روزے ملکوتی قوتوں کو قوی اور حیوانی قوتوں کو کمزور کرتے ہیں۔ روزے جسم کو مشکلات کا عادی اور سختیوں کا خوگر بناتے ہیں۔ قدرتی مشکلات کو حل کرنے اور آفات کو ٹالنے کے لیے روزہ بہترین ذریعہ ہے۔ ان فوائد کے علاوہ اور بہت فائدے ہیں جن کا ذکر قرآن و حدیث میں مذکور ہے۔

سرور کائنات ﷺ کی زبان اطہر سے نکلے یہ کلمات تا ابد ماہ رمضان کی عظمت، اہمیت اور خیر و برکت پر گواہ رہیں گے :عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ...وَمَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔

(صحيح البخاري كِتَاب الصَّوْمِ بَابُ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا وَنِيَّةً حدیث نمبر 1901)

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا: جس نے رمضان کے روزے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے رکھے، اس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔"

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ فَعَرَفَ حُدُودَهُ وَحَفِظَ مَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَحْفَظَ مِنْهُ كُفِّرَ مَا قَبْلَهُ۔ (المقصد العلي في زوائد أبي يعلى الموصلي بَابٌ فِي مَنْ صَامَ رَمَضَانَ فَعَرَفَ حُدُودَهُ، حدیث نمبر 504)

حضرت ابو سعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: جس نے رمضان کے روزے پوری شرائط کے ساتھ رکھے اور ہر اس امر کی حفاظت کی جس کی روزے کی حالت میں حفاظت ضروری ہے اس کے گذشتہ تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

روزہ کو عربی زبان میں "صوم" کہتے ہیں، صوم کا لغوی معنی "امساک" یعنی رکنے کے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور عمل مباشرت سے رک جانے کا نام روزہ ہے جیسا کہ قرآن حکیم کے احکامات سے ثابت ہے۔

روزہ طلوع فجر سے شروع ہو کر غروب آفتاب تک جاری رہتا ہے، روزے کی شروعات سحری سے اور اختتام افطار سے ہوتا ہے۔ اور ماہ صیام میں ظاہری بھوک پیاس برداشت کرنا لازمی امر ہے مگر وہ مقدس و مطہر وجود جو کل عالم کے لیے رحمت اور مومنوں کے لیے رؤوف ورحیم تھا اس نے سحری آخری وقت تک کھانے اور افطاری اوّل وقت میں کرنے کا اصول وضع فرمایا۔

وہ لاریب و بے عیب کتاب اور کلام ربانی جو قرآن مجید کے نام سے موسوم ہے اس میں خدا تعالیٰ نے خود سحر وافطار کے وقت کا تعین فرمایا: وَ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۪ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ۔ (البقرۃ:188) اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ فجر (کے ظہور) کی وجہ سے (صبح کی) سفید دھاری (رات کی) سیاہ دھاری سے تمہارے لئے ممتاز ہو جائے۔ پھر روزے کو رات تک پورا کرو۔

ماہ رمضان میں روزے کی شروعات اور اختتام کے حوالے سے رسول رحمت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے چند ارشادات درج ذیل ہیں۔

صحابہ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سادگی

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ . . . عَمَدْتُ إِلَى عِقَالٍ أَسْوَدَ وَإِلَى عِقَالٍ أَبْيَضَ، فَجَعَلْتُهُمَا تَحْتَ وِسَادَتِي، فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ فِي اللَّيْلِ فَلَا يَسْتَبِينُ لِي، فَغَدَوْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرْتُ لَهُ ذٰلِكَ، فَقَالَ: إِنَّمَا ذٰلِكَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَبَيَاضُ النَّهَارِ۔

(صحیح البخاري كِتَاب الصَّوْمِ۔ بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ، حدیث نمبر: 1916)

حضرت عدی بن حاتمؓ نے بیان کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی "یہاں تک کہ فجر (کے ظہور) کی وجہ سے (صبح کی) سفید دھاری (رات کی) سیاہ دھاری سے تمہارے لئے ممتاز ہو جائے۔" تو میں نے ایک سیاہ دھاگہ لیا اور ایک سفید اور دونوں کو تکیہ کے نیچے رکھ لیا اور رات میں دیکھتا رہا مجھ پر ان کے رنگ نہ کھلے۔ جب صبح ہوئی تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس سے تو رات کی تاریکی (صبح کاذب) اور دن کی سفیدی (صبح صادق) مراد ہے۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: أُنْزِلَتْ: وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ... وَلَمْ يُنْزِلْ مِنَ الْفَجْرِ، فَكَانَ رِجَالٌ إِذَا أَرَادُوا الصَّوْمَ رَبَطَ أَحَدُهُمْ فِي رِجْلِهِ الْخَيْطَ الْأَبْيَضَ وَالْخَيْطَ الْأَسْوَدَ، وَلَمْ يَزَلْ يَأْكُلُ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُ رُؤْيَتُهُمَا، فَأَنْزَلَ اللهُ بَعْدُ 'مِنَ الْفَجْرِ'، فَعَلِمُوا أَنَّهُ إِنَّمَا يَعْنِي اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ۔ (صحیح البخاري كِتَاب الصَّوْمِ۔ بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ، حدیث نمبر 1917)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی "یہاں تک کہ سفید دھاری سیاہ دھاری سے تمہارے لیے ممتاز ہو جائے۔" لیکن " مِنَ الْفَجْرِ" (صبح کی) کے الفاظ نازل نہیں ہوئے تھے۔ اس پر کچھ لوگوں نے یہ کہا کہ جب روزے کا ارادہ ہوتا تو سیاہ اور سفید دھاگہ لے کر پاؤں میں باندھ لیتے اور جب تک دونوں دھاگے پوری طرح دکھائی نہ دینے لگتے، کھانا پینا بند نہ کرتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے "من الفجر" کے الفاظ نازل فرمائے پھر لوگوں کو معلوم ہوا کہ اس سے مراد رات اور دن ہیں۔

سحری، بابرکت کھانا

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَةً۔

(صحیح البخاري كِتَاب الصَّوْمِ بَابُ بَرَكَةِ السَّحُورِ مِنْ غَيْرِ إِيجَابٍ، حدیث نمبر 1923)

حضرت انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سحری کھاؤ کہ سحری میں برکت ہوتی ہے۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَصْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ أَكْلَةُ السَّحَرِ۔ (صحیح مسلم كِتَاب الصِّيَامِ باب فَضْلِ السُّحُورِ وَتَأْكِيدِ اسْتِحْبَابِهِ وَاسْتِحْبَابِ تَأْخِيرِهِ وَتَعْجِيلِ الْفِطْرِ، حدیث نمبر 2550)

حضرت عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمارے اور اہل کتاب کے روزے میں سحری کے لقمہ کا فرق ہے۔

عَنْ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ، قَالَ: دَعَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى السَّحُورِ فِي رَمَضَانَ، فَقَالَ: هَلُمَّ إِلَى الْغَدَاءِ الْمُبَارَكِ۔ (سنن ابي داؤد كتاب الصيام باب مَنْ سَمَّى السَّحُورَ الْغَدَاءَ، حديث نمبر 2344)

حضرت عرباض بن ساریہؓ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں سحری کھانے کے لیے بلایا اور یوں فرمایا: بابرکت غداء پر آؤ۔

عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ يَدْعُو إِلَى السَّحُورِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ، وَقَالَ: هَلُمُّوا إِلَى الْغَدَاءِ الْمُبَارَكِ۔ (سنن نسائي كتاب الصيام بَابُ: دَعْوَةِ السُّحُورِ۔ حديث نمبر 2165)

حضرت عرباض بن ساریہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: آپ رمضان کے مہینہ میں سحری کھانے کے لیے بلا رہے تھے اور فرما رہے تھے: آؤ صبح کے مبارک کھانے پر۔

عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ صَاحِبِ الزِّيَادِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الْحَارِثِ يُحَدِّثُ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَسَحَّرُ، فَقَالَ: إِنَّهَا بَرَكَةٌ أَعْطَاكُمُ اللَّهُ إِيَّاهَا فَلَا تَدَعُوهُ۔ (سنن نسائي كتاب الصيام بَابُ: فَضْلِ السُّحُورِ۔ حديث نمبر 2164)

حضرت عبد اللہ بن حارثؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے ایک شخص کہتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا۔ آپ اس وقت سحری کھا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: یہ برکت ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں دی ہے۔ اس لیے تم اسے مت چھوڑو۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَرَادَ أَنْ يَصُومَ فَلْيَتَسَحَّرْ وَلَوْ بِشَيْءٍ۔

(المقصد العلي في زوائد أبي يعلى الموصلي۔ كتاب الصوم باب: على أي شيء يفطر الصائم۔ حديث نمبر 509)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے روزہ رکھنا ہو اسے چاہیے کہ وہ کچھ نہ کچھ سحری ضرور کھائے۔

سحری اور نماز فجر

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنْتُ أَتَسَحَّرُ فِي أَهْلِي، ثُمَّ تَكُونُ سُرْعَتِي أَنْ أُدْرِكَ السُّجُودَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(صحیح البخاري، كِتَابُ الصَّوْمِ بَابُ تَأْخِيرِ السَّحُورِ، حدیث نمبر 1920)

حضرت سہل بن سعدؓ نے بیان کیا کہ میں سحری اپنے گھر کھاتا پھر جلدی کرتا تاکہ نماز نبی کریم ﷺ کے ساتھ مل جائے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: أَنَّ بِلاَلًا كَانَ يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُؤَذِّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ، فَإِنَّهُ لاَ يُؤَذِّنُ حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ، قَالَ الْقَاسِمُ: وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَ أَذَانِهِمَا إِلَّا أَنْ يَرْقَى ذَا، وَيَنْزِلَ ذَا۔ (صحیح البخاري كِتَابُ الصَّوْمِ بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لاَ يَمْنَعَنَّكُمْ مِنْ سَحُورِكُمْ أَذَانُ بِلاَلٍ، حدیث نمبر 1918)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ بلالؓ کچھ رات رہے، اذان دے دیا کرتے تھے اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تک ابن ام مکتومؓ اذان نہ دیں تم کھاتے پیتے رہو کیونکہ وہ صبح صادق کے طلوع سے پہلے اذان نہیں دیتے۔ قاسم نے بیان کیا کہ دونوں (بلال اور ام مکتوم رضی اللہ عنہما) کی اذان کے درمیان صرف اتنا فاصلہ ہوتا تھا کہ ایک چڑھتے تو دوسرے اترتے۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: تَسَحَّرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلاَةِ، قُلْتُ: كَمْ كَانَ بَيْنَ الأَذَانِ وَالسَّحُورِ؟ قَالَ: قَدْرُ خَمْسِينَ آيَةً۔

(صحیح البخاري كِتَابُ الصَّوْمِ بَابُ قَدْرِ كَمْ بَيْنَ السَّحُورِ وَصَلاَةِ الفَجْرِ، حدیث نمبر 1921)

حضرت زید بن ثابتؓ نے بیان کیا کہ ہم نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ سحری کھائی۔ پھر آپ ﷺ صبح کی نماز کے لیے کھڑے ہوئے۔ میں نے پوچھا کہ سحری اور اذان میں کتنا فاصلہ ہوتا تھا تو انہوں نے کہا کہ پچاس آیتیں (پڑھنے) کے موافق فاصل ہوتا تھا۔

آقا دو جہاں ﷺ کی سحری

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: نِعْمَ سَحُورُ الْمُؤْمِنِ التَّمْرُ۔

(سنن ابي داؤد كتاب الصيام باب مَنْ سَمَّى السَّحُورَ الْغَدَاءَ، حدیث نمبر 2345)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کھجور مومن کی کتنی اچھی سحری ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَرِّبِي إِلَيْنَا الْغَدَاءَ الْمُبَارَكَ يَعْنِي: السَّحُورَ وَرُبَّمَا لَمْ يَكُنْ إِلَّا تَمْرَتَيْنِ۔

(المقصد العلي في زوائد أبي يعلى الموصلي۔ كتاب الصوم باب: على أي شيء يفطر الصائم۔ حدیث نمبر 511)

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سحری کا بابرکت کھانا میرے پاس لاؤ۔ اور کبھی تو ایسا ہوتا تھا اس کے لیے دو کھجوریں ہی میسر ہوتی تھیں۔

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تَسَحَّرُوا وَلَوْ بِجُرْعَةٍ مِنْ مَاءٍ۔

(المقصد العلي في زوائد أبي يعلى الموصلي۔ كتاب الصوم باب: على أي شيء يفطر الصائم۔ حدیث نمبر 510)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: سحری کھاؤ چاہے اس وقت صرف تمہیں پانی کے چند گھونٹ ہی میسر ہوں۔

عَنْ صَخْرٍ الْغَامِدِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللّٰهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِي فِي بُكُورِهَا۔

(تحفة الأحوذي كتاب البيوع عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما جاء في التبكير بالتجارة)

حضرت صخر غامدیؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان لفاظ میں دعا مانگی: اے اللہ! میری امت کے صبح کے وقت اٹھنے میں برکت عطا فرما۔

سحری کب تک کی جائے؟

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا سَمِعَ أَحَدُكُمُ النِّدَاءَ وَالْإِنَاءُ عَلَى يَدِهِ، فَلَا يَضَعْهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ مِنْهُ۔

(سنن ابي داؤد كتاب الصيام باب فِي الرَّجُلِ يَسْمَعُ النِّدَاءَ وَالْإِنَاءُ عَلَى يَدِهِ، حدیث نمبر 2350)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی جب صبح کی اذان سنے اور کھانے پینے کا برتن اس کے ہاتھ میں ہو تو اسے اپنی ضرورت پوری کیے بغیر نہ رکھے۔

عَنْ زِرٍّ، قَالَ: قُلْنَا لِحُذَيْفَةَ: أَيَّ سَاعَةٍ تَسَحَّرْتَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: هُوَ النَّهَارُ إِلَّا أَنَّ الشَّمْسَ لَمْ تَطْلُعْ۔

(سنن نسائي كتاب الصيام بَابُ: تَأْخِيرِ السَّحُورِ وَذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلَى زِرٍّ فِيهِ، حدیث نمبر 2154)

زر حبیش بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حذیفہؓ سے پوچھا: آپ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کس وقت سحری کھائی ہے؟

توانہوں نے کہا: تقریباً دن کی روشنی ہونے تک مگر سورج نکلا نہیں تھا۔

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذٰلِكَ عِنْدَ السُّحُورِ: ''يَا أَنَسُ! إِنِّي أُرِيْدُ الصِّيَامَ أَطْعِمْنِي شَيْئًا''، فَأَتَيْتُهُ بِتَمْرٍ وَإِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ، وَذٰلِكَ بَعْدَ مَا أَذَّنَ بِلَالٌ، فَقَالَ: ''يَا أَنَسُ! انْظُرْ رَجُلًا يَأْكُلُ مَعِي''، فَدَعَوْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ، فَجَاءَ فَقَالَ: ''إِنِّي قَدْ شَرِبْتُ شَرْبَةَ سَوِيقٍ، وَأَنَا أُرِيْدُ الصِّيَامَ''، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ''وَأَنَا أُرِيْدُ الصِّيَامَ''، فَتَسَحَّرَ مَعَهُ، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ۔

(سنن نسائي كتاب الصيام بَابُ: السُّحُورِ بِالسَّوِيقِ وَالتَّمْرِ، حدیث نمبر 2169)

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سحری کے وقت فرمایا: ''اے انس! میں روزہ رکھنا چاہتا ہوں مجھے کچھ کھلاؤ۔'' تو میں کچھ کھجور اور ایک برتن میں پانی لے کر آپ کے پاس آیا اور یہ بلالؓ کی اذان دینے کے بعد کا وقت تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے انس! کسی اور شخص کو تلاش کرو جو میرے ساتھ سحری کھائے'' تو میں نے زید بن ثابتؓ کو بلایا۔ چنانچہ وہ آئے اور کہنے لگے: ''میں نے ستو کا ایک گھونٹ پی لیا ہے اور میں روزہ رکھنا چاہتا ہوں'' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں بھی روزہ رکھنا چاہتا ہوں۔'' پھر زید بن ثابت نے آپ کے ساتھ سحری کھائی۔ پھر آپ ﷺ اٹھے اور فجر کی دو رکعت سنت پڑھی۔ پھر آپ فرض نماز کے لیے نکل گئے۔

روزے کی نیت

عَنْ حَفْصَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ لَمْ يُجْمِعِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلَا صِيَامَ لَهُ۔

(سنن ترمذي، ابواب الصيام عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب مَا جَاءَ لَا صِيَامَ لِمَنْ لَمْ يَعْزِمْ مِنَ اللَّيْلِ، حدیث نمبر 730)

ام المومنین حضرت حفصہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے روزے کی نیت فجر سے پہلے نہیں کی اس کا روزہ نہیں ہوا۔

یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ روزہ رکھنے کی دعا کسی حدیث مبارکہ میں منقول نہیں۔ اصل نیت فرض ہے جو دل کے ارادے کا نام ہے۔ نیت کا مطلب کسی چیز کا پختہ ارادہ کرنا ہے اور اصطلاح شرع میں نیت کا مطلب ہے کسی کام کے کرتے وقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور قرب حاصل کرنے کا ارادہ کرنا۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ جیسی عبادات میں نیت فرض ہے، لیکن الفاظ فرض نہیں۔

افطار

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، أَنّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لاَ يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ۔

(صحيح البخاري كِتَاب الصَّوْمِ بَابُ تَعْجِيلِ الإِفْطَارِ، حدیث نمبر 1957)

حضرت سہل بن سعدؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمیشہ لوگ خیر پر رہیں گے جب تک روزہ افطار کرنے میں جلدی کریں گے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَحَبُّ عِبَادِي إِلَيَّ أَعْجَلُهُمْ فِطْرًا۔

(سنن ترمذي ابو اب الصیام باب مَا جَاءَ فِي تَعْجِيلِ الإِفْطَارِ۔ حدیث نمبر 700)

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزو جل فرماتا ہے: مجھے میرے بندوں میں سب سے زیادہ محبوب وہ ہیں جو افطار میں جلدی کرنے والے ہیں۔

عَنْ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَقْبَلَ اللَّيْلُ مِنْ هَاهُنَا، وَأَدْبَرَ النَّهَارُ مِنْ هَاهُنَا، وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ، فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ۔

(صحيح البخاري كِتَاب الصَّوْمِ بَابُ مَتَى يَحِلُّ فِطْرُ الصَّائِمِ حدیث نمبر 1954)

حضرت عاصم بن عمر بن خطاب روایت کرتے ہیں کہ میرے والد حضرت عمرؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب رات اس طرف (مشرق) سے آئے اور دن ادھر مغرب میں چلا جائے کہ سورج ڈوب جائے تو روزہ کے افطار کا وقت آ گیا۔

عَنْ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: سِرْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَائِمٌ، فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ: انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا، قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، لَوْ أَمْسَيْتَ، قَالَ: انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا، قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ عَلَيْكَ نَهَارًا، قَالَ: انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا، فَنَزَلَ فَجَدَحَ، ثُمَّ قَالَ: إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ أَقْبَلَ مِنْ هَاهُنَا، فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ، وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ قِبَلَ الْمَشْرِقِ۔ (صحيح البخاري كِتَاب الصَّوْمِ بَابُ يُفْطِرُ بِمَا تَيَسَّرَ عَلَيْهِ بِالْمَاءِ وَغَيْرِهِ، حدیث نمبر 1956)

حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں جا رہے تھے۔ آپ ﷺ روزے سے تھے۔ جب سورج غروب ہوا تو آپ نے ایک شخص سے فرمایا کہ اتر کر ہمارے لیے ستو گھول۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! تھوڑی دیر اور ٹھہریے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اتر کر ہمارے لیے ستو گھول۔ انہوں نے پھر یہی کہا

کہ یارسول اللہ! ابھی تو دن باقی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اتر کر ستو ہمارے لیے گھول۔ چنانچہ انہوں نے اتر کر ستو گھولا۔ نبی کریم ﷺ نے پھر فرمایا کہ جب تم دیکھو کہ رات کی تاریکی ادھر سے آ گئی تو روزہ دار کو روزہ افطار کر لینا چاہیے۔ آپ ﷺ نے اپنی انگلی سے مشرق کی طرف اشارہ کیا۔

عَنْ أَبِي عَطِيَّةَ، قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَمَسْرُوقٌ عَلَى عَائِشَةَ، فَقُلْنَا: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ رَجُلَانِ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلَاةَ، وَالْآخَرُ يُؤَخِّرُ الْإِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ الصَّلَاةَ، قَالَتْ: أَيُّهُمَا الَّذِي يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلَاةَ؟، قَالَ: قُلْنَا: عَبْدُ اللهِ يَعْنِي ابْنَ مَسْعُودٍ، قَالَتْ: كَذَلِكَ كَانَ يَصْنَعُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ زَادَ أَبُو كُرَيْبٍ: وَالْآخَرُ أَبُو مُوسَى۔

(صحیح مسلم كِتَاب الصِّيَامِ باب فَضْلِ السُّحُورِ وَتَأْكِيدِ اسْتِحْبَابِهِ وَاسْتِحْبَابِ تَأْخِيرِهِ وَتَعْجِيلِ الْفِطْرِ، حدیث نمبر 2556)

ابوعطیہ سے روایت ہے کہ میں اور مسروق ام المومنین عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی اے ام المومنین! اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے دو شخص ہیں ایک تو اوّل وقت افطار کرتے ہیں اور اوّل ہی وقت نماز پڑھتے ہیں دوسرے افطار اور نماز میں دیر کرتے ہیں۔ آپؓ نے پوچھا: وہ کون ہیں جو اوّل وقت افطار کرتے ہیں اور اوّل ہی وقت نماز پڑھتے ہیں تو ہم نے کہا: وہ عبد اللہ بن مسعودؓ ہیں۔ آپؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ ابوکریب بیان کرتے ہیں کہ دوسرے حضرت ابوموسیٰؓ ہیں۔

مستحب افطار

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْطِرُ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَى رُطَبَاتٍ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ رُطَبَاتٌ فَتُمَيْرَاتٌ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تُمَيْرَاتٌ حَسَا حَسَوَاتٍ مِنْ مَاءٍ۔

(سنن ترمذي ابواب الصيام عن رسول الله صلى الله عليه وسلم باب مَا جَاءَ مَا يُسْتَحَبُّ عَلَيْهِ الإِفْطَارُ۔ حدیث نمبر 696)

حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ مغرب پڑھنے سے پہلے چند تر کھجوروں سے افطار کرتے تھے، اور اگر تر کھجوریں نہ ہوتیں تو چند خشک کھجوروں سے اور اگر خشک کھجوریں بھی میسر نہ ہوتیں تو پانی کے چند گھونٹ پی لیتے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ وَجَدَ تَمْرًا فَلْيُفْطِرْ عَلَيْهِ وَمَنْ لَا فَلْيُفْطِرْ عَلَى مَاءٍ، فَإِنَّ الْمَاءَ طَهُورٌ۔

(سنن ترمذي ابواب الصيام عن رسول الله صلى الله عليه وسلم باب مَا جَاءَ مَا يُسْتَحَبُّ عَلَيْهِ الإِفْطَارُ، حدیث نمبر 694)

حضرت انس بن مالک ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جسے کھجور میسر ہو، تو چاہیے کہ وہ اسی سے روزہ کھولے، اور جسے کھجور میسر نہ ہو تو چاہیے کہ وہ پانی سے کھولے کیونکہ پانی پاکیزہ چیز ہے۔

عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ الضَّبِّيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِذَا أَفْطَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيُفْطِرْ عَلَى تَمْرٍ زَادَ ابْنُ عُيَيْنَةَ فَإِنَّهُ بَرَكَةٌ، فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيُفْطِرْ عَلَى مَاءٍ فَإِنَّهُ طَهُورٌ۔

(سنن ترمذي ابو اب الصيام عن رسول الله صلى الله عليه وسلم باب مَا جَاءَ مَا يُسْتَحَبُّ عَلَيْهِ الْإِفْطَارُ، حديث نمبر 695)

حضرت سلمان بن عامر ضبی ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی افطار کرے تو اسے چاہیے کہ کھجور سے افطار کرے کیونکہ اس میں برکت ہے اور جسے کھجور میسر نہ ہو تو وہ پانی سے افطار کرے کیونکہ یہ پاکیزہ چیز ہے۔

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ أَنْ يُفْطِرَ عَلَى ثَلَاثِ تَمَرَاتٍ أَوْ شَيْءٍ لَمْ تُصِبْهُ النَّارُ۔

(المقصد العلي في زوائد أبي يعلى الموصلي۔ كتاب الصوم باب: على أي شيء يفطر الصائم، حديث نمبر 508)

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ طاق کھجوروں سے افطار کرنا پسند فرماتے یا کسی ایسی شے سے جسے آگ نے نہ چھوا ہو۔

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطُّ صَلَّى صَلَاةَ الْمَغْرِبِ حَتَّى يُفْطِرَ وَلَوْ كَانَ عَلَى شَرْبَةٍ مِنْ مَاءٍ۔

(المقصد العلي في زوائد أبي يعلى الموصلي بَابٌ: تَعْجِيلُ الْإِفْطَارِ وَتَأْخِيرُ السُّحُورِ، حديث نمبر 505)

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے کبھی رسول اللہ ﷺ کو افطار سے پہلے نماز مغرب پڑھتے نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ پہلے روزہ افطار کرتے چاہے صرف پانی کے چند گھونٹ ہی میسر ہوں۔ پھر مغرب کی نماز ادا فرماتے۔

افطار کی دعا

حَدَّثَنَا مَرْوَانُ يَعْنِي ابْنَ سَالِمٍ الْمُقَفَّعَ، قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقْبِضُ عَلَى لِحْيَتِهِ فَيَقْطَعُ مَا زَادَ عَلَى الْكَفِّ، وَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَفْطَرَ، قَالَ: ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوقُ وَثَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللهُ۔

(سنن ابي داؤد كتاب الصيام باب الْقَوْلِ عِنْدَ الْإِفْطَارِ، حديث نمبر 2357)

مروان بن سالم مقفع کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن عمر ؓ کو دیکھا وہ اپنی داڑھی کو مٹھی میں پکڑتے اور جو مٹھی سے زائد ہوتی اسے کاٹ دیتے اور کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب افطار کرتے تو یہ دعا پڑھتے: ذھب الظمأ وابتلت

العروق وثبت الاجر إن شاء اللہ۔ پیاس ختم ہو گئی، رگیں تر ہو گئیں، اور اگر اللہ نے چاہا تو ثواب مل گیا۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ زُهْرَةَ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَفْطَرَ قَالَ: اللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلَى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ۔ (سنن ابي داؤد كتاب الصيام باب الْقَوْلِ عِنْدَ الإِفْطَارِ، حديث نمبر 2357)

حضرت معاذ بن زہرہ سے روایت ہے کہ انہیں یہ بات پہنچی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب روزہ افطار فرماتے تو یہ دعا پڑھتے: اللّٰهم لك صمت وعلى رزقك أفطرت۔ اے اللہ! میں نے تیری ہی خاطر روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق سے افطار کیا۔

ملا علی قاری اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے مرقاۃ المفاتیح میں لکھتے ہیں کہ اگرچہ افطاری کی دعا میں وَبِكَ آمَنْتُ کے الفاظ کی کوئی اصل نہیں مگر یہ الفاظ درست ہیں اور دعائیہ کلمات میں اضافہ کرنا جائز ہے۔ لہٰذا اِس بحث کی روشنی میں اِفطار کے وقت کوئی درج ذیل مروجہ دعا: اَللّٰهُمَّ اِنِّي لَكَ صُمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَعَلَى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ یعنی: اے اللہ! مَیں نے تیرے لیے روزہ رکھا اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھ پر ہی بھروسہ کیا اور تیرے ہی عطا کیے ہوئے رزق سے میں نے افطار کیا۔ مسنون دعا کا حصہ نہ سمجھتے ہوئے پڑھ لے تو اس سے منع نہیں کیا جائے گا۔

(مرقاۃ المفاتیح، شرح اردو مشکوۃ المصابیح۔ جلد 4 صفحہ 686۔ ناشر مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور)

خدا تعالیٰ ہم سب کو ان مقدس ایام سے بھرپور برکات حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

صدقۃ الفطر

احکام و مسائل

اصطلاحی معنی

فطر کے معنی روزہ کھولنے یا روزہ نہ رکھنے کے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں صدقۃ فطر اُس خیرات کا نام ہے جو ماہ رمضان کے ختم ہونے پر روزہ کھولنے کی خوشی اور شکریہ کے طور پر ادا کیا جاتا ہے، نیز صدقۃ فطر رمضان المبارک کے دوران سرزد ہونے والی کوتاہیوں اور غلطیوں کا کفارہ بھی بنتا ہے، جس کا ذکر رسول اللہ ﷺ کے پاکیزہ ارشادات میں ملتا ہے۔ ہر صاحبِ استطاعت مسلمان پر یکم رمضان کی صبح طلوع ہوتے ہی صدقۃ الفطر واجب ہو جاتا ہے، اور اس کے ادا کرنے کا آخری وقت نماز عید سے پہلے تک ہے۔

نماز عیدالفطر کی ادائیگی سے قبل صدقہ فطر اس واسطے مقرر کیا گیا ہے کہ یہ روزہ داروں کے لئے گناہوں سے معافی کا ذریعہ بنے۔ نیز یہ کہ غربا بھی اپنے بچوں کے لئے بروقت مناسب لباس اور کھانے پینے کا بندوبست کر سکیں، اور عید کی خوشیوں میں اچھے طریق سے شامل ہو سکیں۔

مقدار

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں، اور اُس کے بعد بھی طویل عرصہ تک ناپنے اور تولنے کے لئے کوئی خاص پیمانہ موجود نہیں تھا جو ہر جگہ اور علاقے میں ایک ہی سائز میں مہیا ہو۔ "صاع" بھی ایک پیمانہ ہے جو عموماً بالٹی وغیرہ کی شکل کا ہوتا تھا، جس میں عام طور پر چار مرتبہ دونوں ہاتھ بھر کر کوئی سامان رکھا جاتا تھا، لیکن اُس زمانہ میں یہ پیمانہ کسی فیکٹری میں تیار نہیں ہوتا تھا کہ سب بالکل ایک ہی سائز کے ہوں بلکہ یہ پیمانہ تھوڑا چھوٹا یا بڑا بھی ہوتا تھا۔ اس صاع کے پیمانہ کو موجودہ رائج کلو گرام کے پیمانہ سے مقارنہ کیا گیا تو علماء و مئورخین میں اختلاف ہوا، اور اختلاف کا ہونا بدیہی بات ہے۔ چنانچہ دور حاضر میں وزن کے لئے رائج میٹرک سسٹم کے مطابق ایک "صاع" 2 کلو 750 گرام سے 2 کلو 830 گرام تک بیان کیا جاتا ہے۔

احادیث صحیحہ میں اس بات کا بار بار ذکر ملتا ہے کہ رسول خدا ﷺ کے زمانے میں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمٰعین جَو، کھجور، کشمش اور پنیر وغیرہ کی صورت میں صدقہ فطر ادا کرتے تھے۔ یعنی امت مسلمہ کے لئے یہ رعایت اور آسانی

میسر ہے کہ لوگ اپنی سہولت کے مطابق غذائی اجناس یا نقدی کی صورت میں صدقۃ الفطر ادا کر سکتے ہیں۔

صدقے کی حقیقت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰى (البقرة:265) یعنی اے احسان کرنے والو! اپنے صدقات کو جن کی صدق پر بنا چاہیئے۔ احسان یاد دلانے اور دکھ دینے کے ساتھ برباد مت کرو۔ یعنی صدقہ کا لفظ صدق سے مشتق ہے۔ پس اگر دل میں صدق اور اخلاص نہ رہے تو وہ صدقہ صدقہ نہیں رہتا۔ بلکہ ایک ریاکاری کی حرکت ہو جاتی ہے"۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10، صفحہ 354)

تقدیر کو اللہ بدل دیتا ہے۔ اور رونا دھونا اور صدقات فرد قرارداد جرم کو بھی ردّی کر دیتے ہیں۔ اُصول خیرات کا اسی سے نکلا ہے۔ یہ طریق اللہ کو راضی کرتے ہیں۔ علم تعبیر الرؤیا میں مال کلیجہ ہوتا ہے۔ اس لئے خیرات کرنا جان دینا ہوتا ہے۔ انسان خیرات کرتے وقت کس قدر صدق وثبات دکھاتا ہے۔ اور اصل بات تو یہ ہے کہ صرف قیل و قال سے کچھ نہیں بنتا۔ جن تک کہ عملی رنگ میں لا کر کسی بات کو نہ دکھایا جاوئے۔ صدقہ اس کو اسی لئے کہتے ہیں، کہ صادقوں پر نشان کر دیتا ہے"۔ (ملفوظات جلد 1، صفحہ 238۔ ایڈیشن 1984)

احادیث رسول ﷺ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: "فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ عَلَى الْعَبْدِ، وَالْحُرِّ، وَالذَّكَرِ، وَالْأُنْثَى، وَالصَّغِيرِ، وَالْكَبِيرِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَأَمَرَ بِهَا أَنْ تُؤَدَّى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ"۔ (صحيح البخاري كِتَاب الزَّكَاةِ بَاب فَرْضِ صَدَقَةِ الْفِطْرِ)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فطر کی زکوٰۃ (صدقہ فطر) ایک صاع کھجور یا ایک صاع جَو فرض قرار دی تھی۔ غلام، آزاد، مرد، عورت، چھوٹے اور بڑے تمام مسلمانوں پر۔ آپ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ نماز (عید) کے لیے جانے سے پہلے یہ صدقہ ادا کر دیا جائے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "فَرَضَ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ عَلَى كُلِّ حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى مِنَ الْمُسْلِمِينَ"۔

(صحيح البخاري كِتَاب الزَّكَاةِ بَاب صَدَقَةِ الْفِطْرِ عَلَى الْعَبْدِ وَغَيْرِهِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک صاع کھجور یا جو بطور فطر کی زکوٰۃ ہر آزاد اور غلام، مرد اور عورت عریضکہ تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔

عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ الْعَامِرِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَقُولُ: "كُنَّا نُخْرِجُ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ أَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيبٍ"۔

(صحيح البخاري كِتَاب الزَّكَاة بَاب صَدَقَةِ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ)

حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح عامری نے بیان کیا، کہ انہوں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے سنا۔ آپ فرماتے تھے کہ ہم فطرہ کی زکوٰۃ ایک صاع اناج یا گیہوں یا ایک صاع جَو یا ایک صاع کھجور یا ایک صاع پنیر یا ایک صاع زبیب (خشک انگور یا انجیر) نکالا کرتے تھے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: "كُنَّا نُخْرِجُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ"، وَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ: وَكَانَ طَعَامَنَا الشَّعِيرُ وَالزَّبِيبُ وَالْأَقِطُ وَالتَّمْرُ۔

(صحيح البخاري كِتَاب الزَّكَاة بَاب الصَّدَقَةِ قَبْلَ الْعِيدِ)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عید الفطر کے دن (کھانے کے غلہ سے) ایک صاع نکالتے تھے۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہمارا کھانا (ان دنوں) جَو، زبیب، پنیر اور کھجور تھا۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ، أَنّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَمَرَ بِزَكَاةِ الْفِطْرِ أَنْ تُؤَدَّى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ"۔

(صحيح مسلم كِتَاب الزَّكَاةِ باب الْأَمْرِ بِإِخْرَاجِ زَكَاةِ الْفِطْرِ قَبْلَ الصَّلَاةِ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ لوگوں کو صدقۃ الفطر نماز عید کے لئے جانے سے پہلے ادا کر دینا چاہیئے۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: "فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ الْفِطْرِ طُهْرَةً لِلصَّائِمِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطُعْمَةً لِلْمَسَاكِينِ، مَنْ أَدَّاهَا قَبْلَ الصَّلَاةِ فَهِيَ زَكَاةٌ مَقْبُولَةٌ، وَمَنْ أَدَّاهَا بَعْدَ الصَّلَاةِ فَهِيَ صَدَقَةٌ مِنَ الصَّدَقَاتِ"۔

(سنن ابي داود كِتَاب الزَّكَاةِ باب زَكَاةِ الْفِطْرِ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر صائم کو لغو اور بیہودہ باتوں سے پاک کرنے کے لیے اور مسکینوں کے کھانے کے لیے فرض کیا ہے، لہٰذا جو اسے (عید کی) نماز

سے پہلے ادا کرے گا تو یہ مقبول صدقہ ہو گا اور جو اسے نماز کے بعد ادا کرے گا تو وہ عام صدقات میں سے ایک صدقہ ہو گا"۔

عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: "فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ الْفِطْرِ طُهْرَةً لِلصَّائِمِ مِنَ اللَّغْوِ، وَالرَّفَثِ، وَطُعْمَةً لِلْمَسَاكِينِ، فَمَنْ أَدَّاهَا قَبْلَ الصَّلَاةِ فَهِيَ زَكَاةٌ مَقْبُولَةٌ، وَمَنْ أَدَّاهَا بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَهِيَ صَدَقَةٌ مِنَ الصَّدَقَاتِ"۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الزکاۃ بَابُ: صَدَقَةِ الْفِطْرِ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت ہیں کہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر روزہ دار کو فحش اور بیہودہ باتوں سے پاک کرنے، اور مسکینوں کی خوراک کے لیے فرض قرار دیا، لہٰذا جس نے اسے نماز عید سے پہلے ادا کر دیا، تو یہ مقبول زکوۃ ہے اور جس نے نماز کے بعد ادا کیا تو وہ عام صدقات میں سے ایک صدقہ ہے"۔

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "بَعَثَ مُنَادِيًا فِي فِجَاجِ مَكَّةَ، أَلَا إِنَّ صَدَقَةَ الْفِطْرِ وَاجِبَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ، ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى، حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ، صَغِيرٍ أَوْ كَبِيرٍ، مُدَّانِ مِنْ قَمْحٍ أَوْ سِوَاهُ صَاعٌ مِنْ طَعَامٍ"۔ (سنن ترمذی کتاب الزکاۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باب مَا جَاءَ فِي صَدَقَةِ الْفِطْرِ)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو مکہ کی گلیوں میں منادی کرنے کے لیے بھیجا کہ "سنو! صدقہ فطر ہر مسلمان مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام، چھوٹا ہو یا بڑا، گیہوں سے دو مد اور گیہوں کے علاوہ دوسرے غلوں سے ایک صاع واجب ہے"۔

ابن ابی نجران اور علی بن حکم نے صفوان جمال سے روایت کی ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے فطرہ کے متعلق دریافت کیا آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ چھوٹے بڑے آزاد و غلام ہر انسان پر ایک صاع گندم یا ایک صاع کھجور یا ایک صاع خشک انگور ہے۔

(من لایحضرہ الفقیہ جلد2، صفحہ 123، حدیث نمبر 2061، مترجم سید حسن امداد ممتاز الافضل غازی پوری)

ارشاداتِ نور

حضرت حکیم مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "جنہوں نے روزہ رکھا ہے ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ صدقۃ الفطر دیں۔ یہ حکم قرآن مجید میں ہے۔ چنانچہ فرمایا: وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ (البقرۃ 185) اور جو لوگ اس فدیہ کی طاقت رکھتے ہیں وہ طعام مسکین دیں۔ رسول کریم ﷺ

نے تین رنگوں میں اس کی تفسیر فرمائی ہے۔ اوّل یہ کہ انسان عید سے پہلے صدقۃ الفطر دے۔ دوم، جو روزہ نہ رکھے وہ بدلے میں طعام مسکین دے۔ دائم المرض ہو یا بہت بوڑھا یا حاملہ یا مرضعہ اِن سب کے لئے یہ حکم ہے"۔

(خطبات نور صفحہ 411)

ایک اور موقعہ پر فرمایا: "مخلوق پر شفقت کرنے کے لئے رمضان کی عید میں صدقۃ الفطر کو لازم ٹھہرایا۔ یہاں تک کہ نماز میں جب جاوے تو اس کو ادا کر لے، اور پھر یہ صدقیٰ خاص جگہ جمع کرے تا کہ مساکین کو یقین ہو جائے کہ ہمارے حقوق کی حفاظت کی جائے گی"۔

(خطبات نور صفحہ 430)۔ (https://www.alislam.org/urdu/pdf/Khutbaat-e-Noor.pdf)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں: "اُن لوگوں پر جو فدیہ دینے کی طاقت رکھتے ہوں ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ دینا واجب ہے۔ اُن (مفسرین) کے نزدیک اس آیت میں صدقۃ الفطر کی طرف اشارہ ہے جو اسلام میں نماز عید سے پہلے ادا کرنا ضروری قرار دیا گیا ہے تا کہ غربا بھی عید کی خوشی میں شریک ہو سکیں"۔

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 388، ایڈیشن 1986)

نماز تہجد و تراویح ہادیٔ کامل ﷺ کا اسوہ اور خلیفہ راشد کی جاری کردہ سنت

اس دنیا میں پیدا ہونے والے ہر انسان کی بنیادی ذمہ داری ربِّ رحمٰن کی پرستش و عبادت اور اس کے حضور سر بسجود ہونا ہے۔ ابنائے آدم چاہے خاکی فطرت رکھتے ہوں یا ناری سب اس حکم کے نیچے ہیں کیونکہ یہ احکم الحاکمین کا فرمان ہے۔ ام القریٰ میں پیدا ہونے والے مظہر اتم الوہیت کے ذریعے دنیا کو ملنے والی روشن کتاب اس ابدی صداقت کا اعلان کر رہی ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔ (الذّٰرِيٰت:۵۷)

یعنی میں نے جنّ اور انسان کو اسی لیے پیدا کیا ہے کہ وہ مجھے پہچانیں اور میری پرستش کریں۔ پس عقل سلیم رکھنے والے ہر انسان کے لیے عابد بننا ہی حقیقی انسانیت ہے۔ انسان کا تکبر اور تیرہ بختی چاہے اُسے اس سچائی اور عمل سے دور رکھے مگر یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو اٹل ہے۔ کسی انسان کو یہ مرتبہ حاصل نہیں ہے کہ اپنی زندگی کا مدّعا اپنے اختیار سے آپ مقرر کرے کیونکہ وہ ایک مخلوق ہے جو فقط حرف کُن کا نتیجہ ہے۔ حیات مستعار کا کوئی لمحہ کوئی پل اس کے اختیار میں نہیں، ایک کے بعد دوسری سانس اس مالک کی دین ہے جس نے نظام ہستی بنایا۔

روئے زمین پر عبودیت کا حق ادا کرنے والا ایک ہی عبدِ کامل پیدا ہوا جس کا اسوہ رہتی دنیا تک ہر ذی شعور انسان کے لیے اسوۂ کامل ہے۔ اور اسلام وہ کامل و اکمل دِین ہے جس میں خدا کی معرفتِ صحیحہ اور اس کی پرستش احسن طور پر بجا لانے کی تمام تعلیم موجود ہے۔ اسلام بطور دین ایک بامقصد زندگی گزارنے کا مکمل ضابطہ حیات پیش کرتا ہے۔

حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی سیرتِ طیبہ کا ہر پہلو نرالا اور اُمت کے لیے مینارِ ہدایت ہے، آپ ﷺ کی حیات طیبہ کا ہر پل اُمتِ مسلمہ اور کُل عالم کے لیے رشد و ہدایت کا خزانہ ہے۔ وہ ایک ہی ہے جس نے اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، سوتے جاگتے، قعود و قیام رکوع و سجود میں عبادت کا حق ادا کیا، اور وہ ایک ہی ہے جسے عرش الٰہی سے ”مقام محمود“ پر فائز ہونے کا مُژدہ جانفزا سنایا گیا۔ وہ اسی لیے سید الاولین والآخرین کہلایا کہ اس جیسا عابد و زاہد چشمِ فلک نے نہ دیکھا اور نہ آئندہ کبھی دیکھے گی۔ اس کی جان کے دشمن عَشِقَ محمدٌ رَبَّہٗ کہہ کر اس کے عشق و وفا کی گواہی دیتے رہے۔ عصر حاضر میں پیدا ہونے والے اس کے ظلِ کامل اور عاشقِ صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے آقا و مولیٰ کی اس خوبی کو یوں واضح فرمایا ہے۔

سرورِ خاصانِ حق شاہِ گروہ عاشقان

آنکہ روحش کرد طے ہر منزلِ وصلِ نگار

فرض عبادات کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ نے نفلی عبادات بھی اس حسن وخوبی سے ادا کیں جو رہتی دنیا تک بے مثل و لازوال رہے گی۔ایک نفلی عبادت جسے قرآن مجید نے "تہجد" کے نام سے موسوم کیا،اس حکم خداوندی کو عاشقانِ الٰہی کے گروہ کے بادشاہ نے کس شان سے پورا کیا، آئندہ سطور میں اس کی جھلک پیش کی جائے گی۔پہلے دیکھتے ہیں تہجد ہے کیا۔

تہجد کے لغوی معنی

عربی زبان کی رُو سے تہجد کا مادہ: ھ،ج،د ہے۔تہجد کا لفظی معنی سو کر اٹھنا ہے۔امام راغب اصفہانی علیہ الرحمۃ بیان کرتے ہیں:" ھجد۔الھُجُوْدُ:کے معنی نیند کے ہیں۔اور سوئے ہوئے انسان کو الھَاجِدُ کہا جاتا ہے۔

ھَجَّدْتُهُ فَتَهَجَّدَ کے معنی ہیں "میں نے اس کی نیند کو دُور کیا تو وہ جاگ گیا۔المُتَهَجِّدُ کے معنی "رات کو نیند سے اٹھ کر نماز پڑھنے والا" کے ہیں۔ (المفرادت فی غریب القرآن از ابی قاسم الحسین بن محمد المعروف الراغب الاصفہانی زیر لفظ "ھ ج د")

لغت کی معروف ویب سائٹ "المعانی" میں ہے:"تَهَجَّدَ (فعل)رات کو نماز پڑھنا تہجد پڑھنا

(۲)رات میں نماز وغیرہ کے لیے بیدار ہونا۔قرآن کریم میں ہے وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ رات کے کچھ حصہ میں نماز کے لیے جاگ یہ تیرے لیے زائد عبادت ہے

(۳)اکیلا اور منفرد ہونا۔

تَهَجُّدُ:(اسم)رات کی نفلی نماز (۲)شب میں نماز کے لیے بیدار ہونا۔

هَجَدَ هُجُودًا:(فعل)سونا(۲)رات میں نماز پڑھنا۔

هوأَجِدُّ جَدَّت الشاةُ ونحوُها:(فعل)دودھ کم ہو جانا، تھن کا خشک ہو جانا۔

أَهْجَدَ البَعِيرُ:(فعل)اونٹ کا زمین پر گردن رکھنا۔

أَهْجَدَ فُلَانًا:(فعل)سلانا(۲)سوتا ہوا پانا۔

هَجَّدَ فُلَانًا:(فعل)سلانا

فَتَهَجَّدْ(قرآن)سو بیدار رہیں۔"

https://www.almaany.com/ur/dict/ar-ur/%D8%AA%D9%87%D8%AC%D8%AF

قرآن کریم میں یہ لفظ ایک دفعہ استعمال ہوا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا(بنی سرائیل:۸۰)اور رات کے ایک حصہ میں بھی اس (قرآن) کے ساتھ تہجد پڑھا کر۔ یہ تیرے لیے نفل کے طور پر ہو گا۔ قریب ہے کہ تیرا ربّ تجھے مقامِ محمود پر فائز کردے۔

آنحضور ﷺ نماز تہجد کا خاص اہتمام فرماتے رہے، اپنے اہل و عیال اور امت کو بھی اس خاص عبادت کی طرف بھر پور توجہ دلائی۔

امت کو ترغیب

نماز تہجد کی ادائیگی کا حکم نازل ہونے کے بعد اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ کے مصداق ہادیٔ کامل نے اس حکم پر اتنی خوبصورتی سے عمل کیا اور مختلف طریق اور الفاظ سے امت کو اس کی ترغیب دلائی جو اپنی مثال آپ ہے۔چند احادیث پیش ہیں۔

عَنْ بِلَالٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ دَأْبُ الصَّالِحِينَ قَبْلَكُمْ، وَإِنَّ قِيَامَ اللَّيْلِ قُرْبَةٌ إِلَى اللّٰهِ وَمَنْهَاةٌ عَنِ الْإِثْمِ، وَتَكْفِيرٌ لِلسَّيِّئَاتِ وَمَطْرَدَةٌ لِلدَّاءِ عَنِ الْجَسَدِ۔

(سنن ترمذي كتاب الدعوات عن رسول الله صلى الله عليه وسلم باب فِي دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تمہیں نماز تہجد کا التزام کرنا چاہیے کیونکہ یہ گذشتہ صالحین کا طریقہ رہا ہے اور قرب الٰہی کا ذریعہ ہے۔ یہ عادت گناہوں سے روکتی ہے، برائیوں کو ختم کرتی ہے اور جسمانی بیماریوں سے بچاتی ہے۔

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ دَأْبُ الصَّالِحِيْنَ قَبْلَكُمْ، وَهُوَ قُرْبَةٌ إِلَى رَبِّكُمْ، وَمَكْفَرَةٌ لِلسَّيِّئَاتِ وَمَنْهَاةٌ لِلْإِثْمِ۔

(سنن ترمذي كتاب الدعوات عن رسول الله صلى الله عليه وسلم باب فِي دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:”قیام اللیل (تہجد کی نماز) کو اپنے لیے لازم کرلو، کیونکہ تم سے پہلے کے نیکوکاروں کا یہی طریقہ ہے اور یہ تمہارے لیے اللہ سے نزدیک ہونے کا ذریعہ ہے یہ تمہارے گناہوں کا کفارہ اور برائیوں سے بچ رہنے کا ایک ذریعہ ہے۔

عَنْ عَلِیٍّ، قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ غُرَفًا تُرَی ظُھُورُھَا مِنْ بُطُونِھَا، وَبُطُونُھَا مِنْ ظُھُورِھَا، فَقَامَ أَعْرَابِیٌّ، فَقَالَ: لِمَنْ ھِیَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ؟ قَالَ: لِمَنْ أَطَابَ الْكَلَامَ، وَأَطْعَمَ الطَّعَامَ، وَأَدَامَ الصِّیَامَ، وَصَلَّی لِلّٰہِ بِاللَّیْلِ وَالنَّاسُ نِیَامٌ۔ (سنن ترمذي کتاب البر والصلة عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم باب مَا جَاءَ فِي قَوْلِ الْمَعْرُوفِ)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جنت میں ایسے بالاخانے ہیں جن کا بیرونی حصہ اندر سے اور اندرونی حصہ باہر سے نظر آئے گا۔ یہ سن کر ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسولؐ! کس کے لیے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: جو مہذب گفتگو کرے، بھوکوں کو کھانا کھلائے، خوب روزہ رکھے اور اللہ کی رضا کے لیے رات میں نماز پڑھے جب کہ لوگ سو رہے ہوں۔

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰہِ، أَيُّ الدُّعَاءِ أَسْمَعُ؟ قَالَ: جَوْفَ اللَّيْلِ الْآخِرِ، وَدُبُرَ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ۔ (سنن ترمذي کتاب الدعوات عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پوچھا گیا: اے اللہ کے رسولؐ! کون سی دعا زیادہ سنی جاتی ہے؟ آپ نے فرمایا: آدھی رات کے آخری حصہ میں اور فرض نمازوں کے اخیر میں مانگی گئی دعائیں۔

بے نظیر حسن وطوالت

محمد عربی ﷺ دنیا کے مصروف ترین انسان تھے۔ آپ روزانہ کے معمولات، فرائض و ذمہ داریاں ادا کرنے کے ساتھ ساتھ ہر پل ہر لمحہ اپنے مولا کے ذکر، اس کے شکر اور اس کی یاد میں مگن رہتے۔ آپ کے روزمرہ کاموں اور ذمہ داریوں کے بارے میں عرش الٰہی کی یہ گواہی روز روشن کی طرح ہے: اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا۔ (المزمل) یقیناً تیرے لیے دن کو بہت لمباکام ہوتا ہے۔ اتنا مصروف الاوقات شخص انتہائی تھکا دینے والی مصروفیات کے بعد شب کو کچھ دیر آرام کرتا ہے اور پھر اپنی راتوں کو زندہ کرتا ہے، اس انداز اور حسن کے ساتھ کہ عقل انسانی ورطہ حیرت میں ڈوب جاتی ہے۔ سید الاصفیاء ﷺ کے قیام اللیل کا بے نظیر نمونہ ان روایات میں مذکور ہے۔

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ، قَالَ: قُمْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَقَامَ فَقَرَأَ سُورَةَ الْبَقَرَةِ لَا يَمُرُّ بِآيَةِ رَحْمَةٍ إِلَّا وَقَفَ فَسَأَلَ، وَلَا يَمُرُّ بِآيَةِ عَذَابٍ إِلَّا وَقَفَ فَتَعَوَّذَ، قَالَ: ثُمَّ رَكَعَ بِقَدْرِ قِيَامِهِ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ: سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوتِ وَالْمَلَكُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ، ثُمَّ سَجَدَ بِقَدْرِ قِيَامِهِ، ثُمَّ قَالَ فِي سُجُودِهِ مِثْلَ ذَالِكَ، ثُمَّ قَامَ فَقَرَأَ

بِآلِ عِمْرَانَ، ثُمَّ قَرَأَ سُورَةً سُورَةً۔ (سنن ابي داود أبواب تفريع استفتاح الصلاة باب مَا يَقُولُ الرَّجُلُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ)

حضرت عوف بن مالک اشجعیؓ کہتے ہیں کہ میں ایک رات رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہوا، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حالت قیام میں سورۃ البقرہ پڑھی، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کسی رحمت والی آیت سے نہیں گزرتے مگر وہاں ٹھہرتے اور اللہ سے رحمت مانگتے، اور کسی عذاب والی آیت سے نہیں گزرتے مگر وہاں ٹھہرتے اور اس سے پناہ مانگتے، پھر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے قیام کے بقدر لمبا رکوع کیا، اور آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے رکوع میں سبحان ذی الجبروت والملکوت والکبریاء والعظمۃ پڑھا۔ پھر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے قیام کے بقدر لمبا سجدہ کیا، سجدے میں بھی آپ نے وہی دعا پڑھی، جو رکوع میں پڑھی تھی پھر اس کے بعد کھڑے ہوئے اور دوسرے قیام میں سورت آل عمران پڑھی، پھر بقیہ رکعتوں میں ایک ایک سورت پڑھی۔

عَنْ عَوْفَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قُمْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَدَأَ فَاسْتَاكَ وَتَوَضَّأَ، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى فَبَدَأَ فَاسْتَفْتَحَ مِنَ الْبَقَرَةِ لَا يَمُرُّ بِآيَةِ رَحْمَةٍ إِلَّا وَقَفَ وَسَأَلَ وَلَا يَمُرُّ بِآيَةِ عَذَابٍ إِلَّا وَقَفَ يَتَعَوَّذُ، ثُمَّ رَكَعَ فَمَكَثَ رَاكِعًا بِقَدْرِ قِيَامِهِ يَقُولُ: فِي رُكُوعِهِ سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوتِ وَالْمَلَكُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ، ثُمَّ سَجَدَ بِقَدْرِ رُكُوعِهِ يَقُولُ: فِي سُجُودِهِ سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوتِ وَالْمَلَكُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ، ثُمَّ قَرَأَ آلَ عِمْرَانَ ثُمَّ سُورَةً ثُمَّ سُورَةً فَعَلَ مِثْلَ ذَالِكَ۔ (سنن نسائي كتاب التطبيق بَابُ: نَوْعٌ آخَرُ)

حضرت عوف بن مالکؓ سے مروی ہے کہ میں نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ رات کو اٹھا، پہلے آپ نے مسواک کی، پھر وضو کیا، پھر کھڑے ہوئے اور نماز پڑھنے لگے، تو آپ نے سورۃ البقرہ شروع کی، آپ جب بھی کسی رحمت کی آیت سے گزرتے تو ٹھہرتے اور اللہ تعالیٰ سے اس پر رحمت کا سوال کرتے، اور جب بھی عذاب کی کسی آیت سے گزرتے تو ٹھہرتے، اور اس کے عذاب سے اس کی پناہ مانگتے، پھر آپ نے رکوع کیا، تو رکوع میں اپنے قیام کے بقدر ٹھہرے رہے، آپ اپنے رکوع میں کہہ رہے تھے سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوتِ وَالْمَلَكُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ پھر آپ نے اپنے رکوع کے بقدر سجدہ کیا، اور اپنے سجدے میں آپ کہہ رہے تھے سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوتِ وَالْمَلَكُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ پھر آپ نے دوسری رکعت میں سورت آل عمران پڑھی، پھر ایک اور سورت پڑھی، پھر ایک اور سورت پڑھی، آپ نے اسی طرح کیا۔

عَنْ عُرْوَةُ، أَنَّ عَائِشَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، كَانَتْ تِلْكَ صَلَاتَهُ يَسْجُدُ السَّجْدَةَ مِنْ ذَالِكَ قَدْرَ مَا يَقْرَأُ أَحَدُكُمْ خَمْسِينَ آيَةً قَبْلَ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ، وَيَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ، ثُمَّ يَضْطَجِعُ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمُنَادِي لِلصَّلَاةِ۔

(صحیح البخاری کِتَاب التَّهَجُّد بَاب طُولِ السُّجُودِ فِي قِيَامِ اللَّيْلِ)

حضرت عروہؓ روایت کرتے ہیں کہ مجھے حضرت عائشہؓ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ تہجد کے وقت گیارہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ یہی آپ ﷺ کی تہجد کی نماز ہوتی۔ اس میں آپ ﷺ سجدہ اتنا لمبا کرتے کہ جتنے میں تم میں سے کوئی پچاس آیتیں آپ ﷺ کے سر اٹھانے سے پہلے پڑھ لے۔ فجر کی نماز سے پہلے دو رکعتیں پڑھا کرتے، پھر اپنی داہنی کروٹ پر لیٹ جاتے۔ یہاں تک کہ مؤذن آپ ﷺ کو نماز کے لیے بلانے آتا۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَيْقَظَ لَيْلَةً، فَقَالَ: سُبْحَانَ اللهِ مَاذَا أُنْزِلَ اللَّيْلَةَ مِنَ الْفِتْنَةِ، مَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْخَزَائِنِ مَنْ يُوقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ، يَا رُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٍ فِي الْآخِرَةِ۔

(صحیح البخاری کِتَاب التَّهَجُّد بَاب تَحْرِيضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى صَلَاةِ اللَّيْلِ وَالنَّوَافِلِ مِنْ غَيْرِ إِيجَابٍ)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات جاگے اور آپ نے فرمایا: سبحان اللہ! آج رات کیا کچھ بلائیں اتاری گئی ہیں اور کیا کیا خزانے اتارے گئے ہیں۔ ان حجرے والیوں کو کون جگائے؟ بہت سی جو دنیا میں کپڑے پہنے ہوئے ہیں، آخرت میں ننگی ہوں گی۔

عن حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ بِنْتَ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَام لَيْلَةً فَقَالَ: أَلَا تُصَلِّيَانِ؟ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَنْفُسُنَا بِيَدِ اللهِ فَإِذَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَنَا بَعَثَنَا، فَانْصَرَفَ حِينَ قُلْنَا ذَلِكَ وَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا، ثُمَّ سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُوَلٍّ يَضْرِبُ فَخِذَهُ، وَهُوَ يَقُولُ: وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا۔

(صحیح البخاری کِتَاب التَّهَجُّد بَاب تَحْرِيضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى صَلَاةِ اللَّيْلِ وَالنَّوَافِلِ مِنْ غَيْرِ إِيجَابٍ)

حضرت حسین بن علیؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالبؓ نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ ایک رات ان کے اور فاطمہؓ کے پاس آئے، اور فرمایا کیا تم دونوں نماز نہیں پڑھو گے؟ میں نے کہا: یارسول اللہ! ہماری جانیں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں، جب ہمیں اٹھانا چاہے ہمیں اٹھاتا ہے۔ جب میں نے یہ کہا تو آپ لوٹ گئے اور مجھے کوئی جواب نہ دیا۔

پھر میں نے جبکہ آپ پیٹھ موڑ کر واپس جا رہے تھے، سنا آپ اپنی ران پر ہاتھ مارتے تھے۔ آپ کہہ رہے تھے: انسان سب سے بڑھ کر بحث کرنے والا ہے۔

استقامت عمل

ماہ و سال سے قطع نظر رسول خدا ﷺ نے نماز تہجد کی ادائیگی کے لیے یکساں طریق اختیار فرمایا۔ اور کتب احادیث میں بکثرت اس کا ذکر موجود ہے۔

عَنِ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: إِنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ صَلَاةُ اللَّيْلِ؟ قَالَ: مَثْنَى مَثْنَى، فَإِذَا خِفْتَ الصُّبْحَ فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ۔

(صحيح البخاري كِتَاب التَّهَجُّد بَاب كَيْفَ كَانَ صَلَاةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَمْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ)

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے دریافت کیا یا رسول اللہ رات کی نماز کس طرح پڑھی جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دو، دو رکعت اور جب صبح ہونے کا اندیشہ ہو تو ایک رکعت سے طاق کر دو۔

عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ بَاتَ لَيْلَةً عِنْدَ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ خَالَتُهُ، فَاضْطَجَعْتُ فِي عَرْضِ الْوِسَادَةِ، وَاضْطَجَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَهْلُهُ فِي طُولِهَا، فَنَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا انْتَصَفَ اللَّيْلُ أَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيلٍ أَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيلٍ، اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ بِيَدِهِ، ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ الْآيَاتِ الْخَوَاتِمَ مِنْ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ، ثُمَّ قَامَ إِلَى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ، فَتَوَضَّأَ مِنْهَا فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ، ثُمَّ ذَهَبْتُ، فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رَأْسِي وَأَخَذَ بِأُذُنِي الْيُمْنَى يَفْتِلُهَا، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ أَوْتَرَ، ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتَّى أَتَاهُ الْمُؤَذِّنُ، فَقَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ، ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ۔ (صحيح البخاري كِتَاب الْوُضُوءِ بَاب قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ بَعْدَ الْحَدَثِ وَغَيْرِهِ)

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ اور اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں گزاری۔ (وہ فرماتے ہیں کہ) میں تکیہ کے عرض (یعنی گوشہ) کی طرف لیٹ گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اہلیہ نے (معمول کے مطابق) تکیہ کی لمبائی پر (سر رکھ کر) آرام فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوتے رہے اور جب آدھی رات ہو گئی یا اس سے کچھ پہلے یا اس کے کچھ بعد آپ بیدار

ہوئے اور اپنے ہاتھوں سے اپنی نیند کو دور کرنے کے لیے آنکھیں ملنے لگے۔ پھر آپ نے سورت آل عمران کی آخری دس آیتیں پڑھیں، پھر ایک مشکیزہ کے پاس جو (چھت میں) لٹکا ہوا تھا آپ کھڑے ہو گئے اور اس سے وضو کیا، خوب اچھی طرح، پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں نے بھی کھڑے ہو کر اسی طرح کیا، جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تھا۔ پھر جا کر میں بھی آپ کے پہلوئے مبارک میں کھڑا ہو گیا۔ آپ نے اپنا داہنا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرا دایاں کان پکڑ کر اسے مروڑنے لگے۔ پھر آپ نے دو رکعتیں پڑھیں۔ اس کے بعد پھر دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر دو رکعتیں، پھر دو رکعتیں، پھر دو رکعتیں پڑھ کر اس کے بعد آپ نے وتر پڑھا اور لیٹ گئے، پھر جب مؤذن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، تو آپ نے اٹھ کر دو رکعت معمولی (طور پر) پڑھیں۔ پھر باہر تشریف لا کر صبح کی نماز پڑھی۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَتْ صَلَاةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً يَعْنِي بِاللَّيْلِ۔

(صحيح البخاري كِتَاب التَّهَجُّد بَاب كَيْفَ كَانَ صَلَاةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَمْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی رات کی نماز تیرہ رکعت ہوتی تھی۔

عَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عنها عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ، فَقَالَتْ: سَبْعٌ وَتِسْعٌ وَإِحْدَى عَشْرَةَ سِوَى رَكْعَتِي الْفَجْرِ۔

(صحيح البخاري كِتَاب التَّهَجُّد بَاب كَيْفَ كَانَ صَلَاةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَمْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ)

مسروق بن اجدع سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے نبی کریم ﷺ کی رات کی نماز کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا، کبھی سات رکعتیں، اور کبھی نو اور کبھی گیارہ رکعتیں، سوائے فجر کی دو رکعات کے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً، مِنْهَا الْوِتْرُ وَرَكْعَتَا الْفَجْرِ۔

(صحيح البخاري كِتَاب التَّهَجُّد بَاب كَيْفَ كَانَ صَلَاةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَمْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ)

حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ رات کو تیرہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ انہی میں وتر اور فجر کی دو سنتیں بھی شامل ہوتیں۔

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ؟ فَقَالَتْ: مَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً،

يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوتِرَ؟ فَقَالَ: يَا عَائِشَةُ إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي۔

(صحيح البخاري كِتَاب التَّهَجُّد بَاب قِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ فِي رَمَضَانَ وَغَيْرِهِ)

حضرت ابو سلمہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: رمضان میں رسول ﷺ کی نماز کیسی ہوتی تھی؟ آپؓ نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زائد نہ پڑھتے تھے۔ چار رکعتیں پڑھتے اور ان کی خوبی اور لمبائی نہ پوچھیے۔ پھر چار رکعت پڑھتے ان کی خوبی اور لمبائی کا کیا پوچھنا۔ پھر تین رکعتیں پڑھتے۔ حضرت عائشہؓ کہتی تھیں: میں نے پوچھا یا رسول اللہؐ! کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ عائشہ! میری دونوں آنکھیں تو سو جاتی ہیں، مگر میرا دل نہیں سوتا۔

رمضان اور تہجد

بخاری کتاب الصوم میں موجود حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی یہ گواہی كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ سید المرسلین ﷺ کی ممتاز و مطہر سیرت کی ایک مختصر جھلک ہے۔ مگر جب سید الشہور آتا تو سید الاتقیا ﷺ وَكَانَ أَجْوَدُ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ کے مصداق ایک نئی اور نرالی شان کے ساتھ رب رحیم کے در پہ سر بسجود ہوتے۔ اس ضمن میں چند احادیث درج ذیل ہیں۔

عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ ذَكَرَ شَهْرَ رَمَضَانَ فَفَضَّلَهُ عَلَى الشُّهُورِ، وَقَالَ: مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا، خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ۔

(سنن نسائي كتاب الصيام بَابُ: ذِكْرِ اخْتِلَافِ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ وَالنَّضْرِ بْنِ شَيْبَانَ فِيهِ)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ماہ رمضان کا ذکر کیا تو اسے تمام مہینوں میں افضل قرار دیا اور فرمایا: جس نے رمضان میں ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے قیام اللیل کیا تو وہ اپنے گناہوں سے ایسے ہی نکل جائے گا جیسے اس کی ماں نے اسے آج ہی جنا ہو۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔ (صحيح البخاري كِتَاب الْإِيمَانِ بَاب تَطَوُّعُ قِيَامِ رَمَضَانَ مِنَ الْإِيمَانِ)

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: رمضان میں جو شخص ایمان کی وجہ سے اور اللہ تعالیٰ کی

رضامندی کی خاطر اٹھتا ہے، تو اس سے جو گناہ پہلے ہو چکے ہیں ان سے ان کی مغفرت کی جاتی ہے۔

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ لِرَمَضَانَ: مَنْ قَامَهُ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔ (صحيح البخاري كِتَاب صَلَاةِ التَّرَاوِيحِ بَاب فَضْلِ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ)

حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے، آپؐ رمضان کے متعلق فرماتے تھے: جو جذبہ ایمان سے بھرپور ہو کر رضائے الٰہی حاصل کرنے کی غرض سے عبادت کے لیے رات کو بیدار ہوا تو جو گناہ اس کے ہو چکے ہوں گے ان کی مغفرت کی جائے گی۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى وَذَالِكَ فِي رَمَضَانَ۔ (صحيح البخاري كِتَاب صَلَاةِ التَّرَاوِيحِ بَاب فَضْلِ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے رمضان میں نماز (تراویح) پڑھی۔

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ، أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ لَيْلَةً مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَصَلَّى فِي الْمَسْجِدِ وَصَلَّى رِجَالٌ بِصَلَاتِهِ، فَأَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوا، فَاجْتَمَعَ أَكْثَرُ مِنْهُمْ فَصَلَّى فَصَلَّوْا مَعَهُ، فَأَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوا، فَكَثُرَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَصَلَّى فَصَلَّوْا بِصَلَاتِهِ، فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الرَّابِعَةُ، عَجَزَ الْمَسْجِدُ عَنْ أَهْلِهِ حَتَّى خَرَجَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ، فَلَمَّا قَضَى الْفَجْرَ، أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَتَشَهَّدَ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّهُ لَمْ يَخْفَ عَلَيَّ مَكَانُكُمْ، وَلَكِنِّي خَشِيتُ أَنْ تُفْتَرَضَ عَلَيْكُمْ فَتَعْجِزُوا عَنْهَا، فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ۔

(صحيح البخاري كِتَاب صَلَاةِ التَّرَاوِيحِ بَاب فَضْلِ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ)

ابن شہاب سے روایت ہے کہ عروہ نے انہیں خبر دی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ ایک رات بوقت نصف شب نکلے، اور مسجد میں نماز پڑھی۔ اور آپ کی اقتدا میں کچھ مردوں نے بھی پڑھی۔ لوگ صبح اٹھے تو انہوں نے یہ سن کر ایک دوسرے کو بتایا۔ چنانچہ دوسری رات میں لوگ پہلے سے بھی زیادہ جمع ہو گئے اور آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ دوسری صبح کو اور زیادہ چرچا ہوا اور تیسری رات اس سے بھی زیادہ لوگ جمع ہو گئے۔ آپ نے اس رات بھی نماز پڑھی اور لوگوں نے آپ ﷺ کی اقتدا کی۔ جب چوتھی رات ہوئی تو (لوگوں کا اس قدر انبوہ ہوا) کہ نمازی مسجد میں سما نہ سکے۔ لیکن اس رات آپؐ تشریف نہیں لائے بلکہ صبح کی نماز کے لیے باہر

تشریف لائے۔ جب نماز پڑھالی تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور تشہد پڑھا، پھر اس کے بعد فرمایا تمہاری موجودگی مجھ سے پوشیدہ نہ تھی۔ لیکن میں ڈرا کہ تم پر یہ نماز فرض نہ کر دی جائے، اور تم اس کی ادائیگی میں عاجز آجاؤ۔ چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی تو پہلا دستور ہی رہا۔

عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَصَلَّى بِصَلَاتِهِ نَاسٌ، ثُمَّ صَلَّى مِنَ الْقَابِلَةِ فَكَثُرَ النَّاسُ، ثُمَّ اجْتَمَعُوا مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ: قَدْ رَأَيْتُ الَّذِي صَنَعْتُمْ وَلَمْ يَمْنَعْنِي مِنَ الْخُرُوجِ إِلَيْكُمْ إِلَّا أَنِّي خَشِيتُ أَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ وَذَالِكَ فِي رَمَضَانَ۔

(صحیح البخاری کِتَاب التَّهَجُّد بَابُ تَحْرِيضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى صَلَاةِ اللَّيْلِ وَالنَّوَافِلِ مِنْ غَيْرِ إِيجَابٍ)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رات مسجد میں نماز پڑھی۔ صحابہ نے بھی آپ ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھی۔ پھر آپ ﷺ نے دوسری رات بھی یہ نماز پڑھی تو لوگ بہت ہو گئے، پھر تیسری یا چوتھی رات کو بھی اکٹھے ہوئے لیکن رسول اللہ ﷺ ان کے پاس باہر نہیں گئے۔ جب صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا میں نے دیکھ لیا جو تم کرتے تھے۔ اور مجھے تمہارے پاس باہر آنے سے اسی بات نے روکا کہ میں ڈر گیا کہ تم پر (تہجد) فرض ہو جائے اور یہ واقعہ رمضان میں ہوا۔

پس یہ وہ پاکیزہ اور کامل اسوہ ہے جس پر عمل کرنا حُبّ رسول کا دعویٰ کرنے والے ہر مسلمان پر فرض ہے۔ ایک احمدی مسلمان کے لیے دہریت، مادہ پرستی اور مصائب والم کے اس دور میں فرض نمازوں کے ساتھ ساتھ نماز تہجد کی طرف توجہ کرنا بھی لازمی اور ضروری ہے۔

اس زمانے کا حصن حصین جس عافیت کے حصار کی طرف اپنی جماعت اور کل عالم کو دعوت عام دے رہا ہے اس میں داخل ہونے کے لیے تہجد بھی ایک ضروری عبادت ہے۔ اسی لیے آخرین کی جماعت کی بنیاد رکھنے سے پہلے امام آخر الزمان نے بیعت کی جو شرائط مشتہر کیں ان میں عبادت کے قیام کو لازمی قرار دیا۔ تیسری شرط بیعت یوں تحریر فرمائی: ”سوم یہ کہ بلاناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائے گا۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۲۰۶، ایڈیشن ۲۰۰۹ء۔ نظارت نشر واشاعت قادیان)

اسی طرح طاعون کے ایام میں اپنی جماعت کو نصیحت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”...ہم یہ کہتے ہیں کہ جو خدا تعالیٰ کے حضور تضرع اور زاری کرتا ہے اور اس کے حدود و احکام کو عظمت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اس کے جلال سے ہیبت زدہ ہو کر اپنی اصلاح کرتا ہے وہ خدا کے فضل سے ضرور حصہ لے گا۔ اس لئے ہماری جماعت کو چاہیے کہ وہ تہجد کی نماز کو لازم کر لیں۔ جو زیادہ نہیں وہ دو ہی رکعت پڑھ لے کیونکہ اس کو دعا کرنے کا موقع بہر حال مل جائے گا۔ اس وقت کی دعاؤں میں ایک خاص تاثیر ہوتی ہے کیونکہ وہ سچے درد اور جوش سے نکلتی ہیں۔ جب تک ایک خاص سوز اور درد دل میں نہ ہو۔ اس وقت تک ایک شخص خواب راحت سے بیدار کب ہو سکتا ہے؟ پس اس وقت کا اٹھنا ہی ایک درد دل پیدا کر دیتا ہے جس سے دعا میں رقت اور اضطراب کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور یہی اضطراب اور اضطرار قبولیت دعا کا موجب ہو جاتے ہیں۔ لیکن اگر اٹھنے میں سستی اور غفلت سے کام لیتا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ درد اور سوز دل میں نہیں کیونکہ نیند تو غم کو دور کر دیتی ہے لیکن جبکہ نیند سے بیدار ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ کوئی درد اور غم نیند سے بھی بڑھ کر ہے جو بیدار کر رہا ہے۔“ (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۲۴۵، ایڈیشن ۱۹۸۴ء)

نماز تراویح

شارع اسلام ﷺ نے اپنی امت کو یہ نصیحت فرمائی تھی: عِنِ الْعِرْبَاضَ بْنَ سَارِيَةَ، يَقُولُ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ، فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيغَةً وَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ، وَذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ، وَعَظْتَنَا مَوْعِظَةَ مُوَدِّعٍ، فَاعْهَدْ إِلَيْنَا بِعَهْدٍ، فَقَالَ: عَلَيْكُمْ بِتَقْوَى اللهِ، وَالسَّمْعِ، وَالطَّاعَةِ، وَإِنْ عَبْدًا حَبَشِيًّا، وَسَتَرَوْنَ مِنْ بَعْدِي اخْتِلَافًا شَدِيدًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي، وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَإِيَّاكُمْ وَالْأُمُورَ الْمُحْدَثَاتِ، فَإِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ۔

(سنن ابن ماجہ کتاب السنۃ باب: اتِّبَاعِ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ)

حضرت عرباض بن ساریہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے، آپ نے ہمیں نہایت پر اثر نصیحت فرمائی، جس سے دل لرز گئے اور آنکھیں ڈبڈبا گئیں، آپ ﷺ سے عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسولؐ! آپ نے تو رخصت ہونے والے شخص جیسی نصیحت کی ہے، لہٰذا آپ ہمیں کچھ وصیت فرما دیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم اللہ سے ڈرو، اور امیر کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو، گرچہ تمہارا امیر ایک حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔

عنقریب تم لوگ میرے بعد سخت اختلاف دیکھو گے، تو تم میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑنا، اس کو اپنے دانتوں سے مضبوطی سے تھامے رہنا، اور دین میں نئی باتوں بدعتوں سے اپنے آپ کو بچانا، اس لیے کہ ہر بدعت گمراہی ہے۔

عالم اسلام میں خلیفہ راشد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نئی طرح ڈالی اور آپ کے زمانہ خلافت میں مسلمانوں میں تراویح کا نظام شروع ہوا۔ اس سنت کو قبول عام کی سند حاصل ہوئی اور یوں کل عالم میں رمضان المبارک کے مہینہ میں مساجد میں نماز تراویح کا اہتمام کیا جانے لگا۔ ہاں مگر تراویح کی رکعات کی تعداد میں اختلاف ہے۔ اس کا ذکر آئندہ سطور میں آئے گا۔

طبقات ابن سعد میں لکھا ہے: ''وھو أول من جمع القرآن فی الصحف. وھو أول من سن قیام شھر رمضان وجمع الناس علی ذلك وکتب به إلی البلدان وذلك فی شھر رمضان سنة أربع عشرة. وجعل للناس بالمدینة قارئین. قارئا یصلی بالرجال وقارئا یصلی بالنساء۔'' (الطبقات الکبری محمد بن سعد الجزء الثالث صفحہ ۲۶۲، الناشر مکتبہ الخانجی قاہرہ مصر)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے پہلے قرآن مجید کو صحائف میں جمع کیا، آپ نے ہی سب سے پہلے رمضان المبارک ۱۴ ہجری میں باقاعدہ تراویح کا سلسلہ جاری فرمایا، اور لوگوں کو ایک امام کی اقتدا میں جمع کیا۔ اور شہروں میں باقاعدہ اس کا فرمان بھجوایا۔ مدینہ میں ایک قاری کو آپ نے مردوں کی امامت کے لیے اور ایک کو خواتین کی امامت کے لیے مقرر فرمایا۔

''تراویح'' جمع ہے، اس کا مفرد ''تَرْوِیْحَه'' ہے جس کا معنی راحت لینے کے ہیں، تراویح کی ہر چار رکعت کو ترویحہ کہا جاتا ہے اور اس کا یہ نام اسی لیے رکھا گیا ہے کہ تراویح کی ہر چار رکعت کے بعد کچھ دیر آرام کیا جاتا ہے۔ معروف لغت المعانی میں لکھا ہے۔ تَرَاوِیْحُ (اسم) واحد: ترویحۃ: ترویحہ اصل میں ہر جلسہ (نشست) کا نام ہے لیکن اصطلاحاً رمضان المبارک کی رات میں چار رکعات کے بعد بیٹھنے کو ترویحہ کہا جاتا ہے کیونکہ لوگ اس وقفہ میں آرام کرتے ہیں، پھر مجازاً ہر چہار رکعات کے مجموعہ کو کہا جانے لگا یہ لفظ باب تفعیل کا مصدر ہے۔

رَاحَ لِلاَمْرِ رَوَاحًا ورَاحًا ورَاحَةً وأَرْیَحِیَّةً ورِیَاحَةً (فعل) کسی کام سے خوش ہو جانا، ہشاش وبشاش ہونا۔

مُسْتَرِیحًا، بالرَّاحَة، فی رَاحَة وطُمَأْنِینَة. (اسم) آرام سے۔

رَاحَ الرِّیْحُ الشیءَ (فعل) کسی چیز کو ہوا لگنا راح الشجر وریح: درخت کا ہوا پانا یا درخت کو ہوا لگنا ھو مروح ومریح۔

(https://www.almaany.com/ur/dict/ar-ur/%D8%AA%D8%B1%D8%A7%D9%88%D9%8A%D8%AD/)

حافظ ابن حجر العسقلانی نے تحریر کیا ہے کہ تراویح، ترویحہ کی جمع ہے اور ترویحہ کے معنی: ایک دفعہ آرام کرنا ہے، جیسے تسلیمہ کے معنی ایک دفعہ سلام پھیرنا۔ رمضان المبارک کی راتوں میں نمازِ عشاء کے بعد باجماعت نماز کو تراویح کہا جاتا ہے، کیونکہ صحابہ کرامؓ کا اتفاق اس امر پر ہو گیا کہ ہر دو سلام (یعنی چار رکعت) کے بعد کچھ دیر آرام فرماتے تھے۔

(فتح الباری شرح صحیح البخاری، کتاب صلاۃ التراویح)

احادیث صحیحہ میں اس واقعہ کا تفصیلی ذکر موجود ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْأَمْرُ عَلَى ذَالِكَ، ثُمَّ كَانَ الْأَمْرُ عَلَى ذَالِكَ فِي خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ، وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا۔

(صحيح البخاري كِتَاب صَلَاةِ التَّرَاوِيحِ بَاب فَضْلِ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ)

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو جذبہ ایمان سے لبریز ہو کر رضائے الٰہی حاصل کرنے کی غرض سے رمضان میں عبادت کے لیے رات کو بیدار رہا، تو اس کے گذشتہ تمام گناہوں کی مغفرت کی جائے گی۔ ابن شہاب نے بیان کیا کہ پھر نبی کریم ﷺ کی وفات ہو گئی اور لوگوں کا یہی دستور رہا۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں یہی طریق جاری رہا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور خلافت میں بھی ایسا ہی رہا۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَيْلَةً فِي رَمَضَانَ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَإِذَا النَّاسُ أَوْزَاعٌ مُتَفَرِّقُونَ، يُصَلِّي الرَّجُلُ لِنَفْسِهِ، وَيُصَلِّي الرَّجُلُ فَيُصَلِّي بِصَلَاتِهِ الرَّهْطُ، فَقَالَ عُمَرُ: إِنِّي أَرَى لَوْ جَمَعْتُ هَؤُلَاءِ عَلَى قَارِئٍ وَاحِدٍ لَكَانَ أَمْثَلَ، ثُمَّ عَزَمَ فَجَمَعَهُمْ عَلَى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُ لَيْلَةً أُخْرَى وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلَاةِ قَارِئِهِمْ، قَالَ عُمَرُ: نِعْمَ الْبِدْعَةُ هَذِهِ، وَالَّتِي يَنَامُونَ عَنْهَا أَفْضَلُ مِنَ الَّتِي يَقُومُونَ يُرِيدُ آخِرَ اللَّيْلِ، وَكَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ أَوَّلَهُ۔

(صحيح البخاري كِتَاب صَلَاةِ التَّرَاوِيحِ بَاب فَضْلِ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ)

حضرت عبد الرحمٰن بن عبد القاری سے روایت کی کہ رمضان کی ایک رات میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد میں گیا۔ تو کیا دیکھا کہ لوگ الگ الگ گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں، کوئی شخص اپنے طور پر اکیلے نماز پڑھ رہا ہے اور کوئی شخص ایسے طور پر نماز پڑھ رہا ہے کہ اس کی اقتدا میں چند ایک لوگ نماز پڑھ رہے ہیں۔ اس پر حضرت عمرؓ

نے کہامیں سمجھتاہوں کہ ان کو ایک ہی قاری کی اقتدا میں اکٹھا کر دوں تو بہتر ہو گا۔ پھر انہوں نے پختہ ارادہ کر لیا اور حضرت ابی بن کعبؓ کی اقتدا میں ان کو اکٹھا کر دیا۔ پھر آپؓ کے ساتھ میں ایک اور رات نکلا تو لوگ اپنے قاری کی اقتدا میں نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے کہا یہ کیا اچھی جدّت ہے۔ اور رات کا وہ حصہ جس میں یہ لوگ سوئے ہوئے ہوتے ہیں اس حصہ سے افضل ہے جس میں یہ نماز پڑھتے ہیں۔ آپؓ کی مراد رات کے آخری حصہ کی فضیلت سے تھی، اور لوگ شروع ہی رات میں نماز پڑھ لیتے۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي رَمَضَانَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَإِذَا النَّاسُ أَوْزَاعٌ مُتَفَرِّقُونَ يُصَلِّي الرَّجُلُ لِنَفْسِهِ وَيُصَلِّي الرَّجُلُ فَيُصَلِّي بِصَلَاتِهِ الرَّهْطُ، فَقَالَ عُمَرُ: وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَرَانِي لَوْ جَمَعْتُ هٰؤُلَاءِ عَلَى قَارِئٍ وَاحِدٍ، لَكَانَ أَمْثَلَ فَجَمَعَهُمْ عَلَى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، قَالَ: ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُ لَيْلَةً أُخْرَى وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ بِصَلَاةِ قَارِئِهِمْ، فَقَالَ عُمَرُ: نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهِ وَالَّتِي تَنَامُوْنَ عَنْهَا أَفْضَلُ مِنَ الَّتِي تَقُومُونَ يَعْنِي آخِرَ اللَّيْلِ وَكَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ أَوَّلَهُ۔ (موطا امام مالك رواية يحيي كِتَابُ الصَّلَاةِ فِي رَمَضَانَ بَابُ مَا جَاءَ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ)

عبدالرحمٰن بن عبدالقاری سے روایت ہے کہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ رمضان میں مسجد کے لیے نکلا تو دیکھا کہ لوگ جدا جدا متفرق ہیں۔ کسی شخص کے ساتھ آٹھ دس آدمی پڑھ رہے ہیں، تو حضرت عمرؓ نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے لگتا ہے کہ اگر میں ان سب کو ایک قاری کے پیچھے جمع کر دوں تو بہت اچھا ہو۔ پھر اُنہوں نے ان سب کو حضرت اُبی بن کعبؓ کی اقتدا میں جمع کر دیا۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ پھر میں دوسری رات اُن کے ساتھ آیا تو دیکھا کہ سب لوگ اُبی بن کعبؓ کی اقتدا میں نماز پڑھ رہے ہیں، تب حضرت عمرؓ نے فرمایا: یہ اچھی بدعت ہے اور جس وقت تم سوتے ہو (یعنی اخیر رات) وہ بہتر ہے اس وقت سے جب نماز پڑھتے ہو، یعنی اوّل رات سے۔ اور لوگ اوّل رات میں کھڑے ہوتے تھے۔

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، أَنَّهُ قَالَ: أَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ، وَتَمِيمًا الدَّارِيَّ أَنْ يَقُومَا لِلنَّاسِ بِإِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، قَالَ: وَقَدْ كَانَ الْقَارِئُ يَقْرَأُ بِالْمِئِينَ حَتَّى كُنَّا نَعْتَمِدُ عَلَى الْعِصِيِّ مِنْ طُولِ الْقِيَامِ وَمَا كُنَّا نَنْصَرِفُ إِلَّا فِي فُرُوعِ الْفَجْرِ۔ (موطأ امام مالك رواية يحيي كِتَابُ الصَّلَاةِ فِي رَمَضَانَ بَابُ مَا جَاءَ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ)

سائب بن یزید سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے حضرت اُبی بن کعبؓ اور حضرت تمیم داریؓ کو گیارہ رکعات پڑھانے کا حکم دیا۔ سائب بن یزید نے کہا کہ امام سو سو آیتیں ایک رکعت میں پڑھتا تھا یہاں تک کہ ہم لکڑی کا سہارا لے کر کھڑے ہوتے تھے اور نہیں فارغ ہوتے تھے ہم مگر فجر کے قریب۔

پس یہ وہ تراویح ہے جو قرون اولیٰ کے مسلمانوں نے پڑھی۔ مربی اعظم ﷺ کے زیر سایہ اسلام سیکھنے والے یہ اصحاب فلک پر چمکتے ستاروں کی مانند تھے، ان کی روشنی سے منور ہونے والے تابعین نے بھی عبادات کو اس طرح اپنے شب وروز کا حصہ بنایا جو بعد میں آنے والے مسلمانوں کے لیے ایک مثالی نمونے کے طور پر زندہ رہے گا۔

نماز تراویح کی رکعات

نماز تراویح کی رکعات کی تعداد کے بارے میں امت مسلمہ میں اختلاف موجود ہے۔ اس ضمن میں چند اقتباسات ہدیہ قارئین ہیں۔

فقہ احمدیہ

فقہ احمدیہ میں درج ذیل تحریر موجود ہے: ”نماز تراویح دراصل تہجد ہی کی نماز ہے۔ صرف رمضان المبارک میں اس کے فائدہ کو عام کرنے کے لئے رات کے پہلے حصہ میں یعنی عشاء کی نماز کے معاً بعد عام لوگوں کو پڑھنے کی اجازت دی گئی ہے۔ اس نماز کا زیادہ ترواج حضرت عمرؓ کے زمانہ میں پڑا۔ رمضان میں بھی یہ نماز رات کے آخری حصہ میں ادا کرنا افضل ہے۔ نماز تراویح میں قرآن کریم سنانے کا طریق بھی صحابہ رضوان اللہ علیہم کے زمانہ سے چلا آیا ہے۔ تراویح کی نماز آٹھ رکعت ہے۔ تاہم اگر کوئی چاہے تو ۲۰ یا اس سے زیادہ رکعت بھی پڑھ سکتا ہے۔ ہر چار رکعت کے بعد تھوڑی دیر کے لئے سستا لینا مستحب ہے۔“ (فقہ احمدیہ حصہ عبادات، صفحہ ۲۰۸۔ ایڈیشن ۲۰۰۴ء نظارت نشرواشاعت قادیان)

نماز تراویح اور اس کے جدید فقہی مسائل

عبد السلام بن صلاح الدین مدنی صاحب اپنی کتاب میں رقمطراز ہیں: ”حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باجماعت تراویح نماز کی ابتداء فرمائی اور نِعْمَۃُ الْبِدْعَۃِ ھٰذِہٖ فرما کر اس کی مشرعیت ثابت فرمائی۔ اور یہ سنت قرناً بعد قرنٍ مسنونیت کا درجہ حاصل کرتی ہوئی ہنوز قائم ہے، اور انشاء اللہ تا صبح قیامت قائم دائم رہے گی۔ تراویح درحقیقت انتہائی اطمینان وسکون اور انتہائی وقار واہتمام سے ادا کرنے کا نام ہے۔ مائی عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کی نماز تراویح کا جو نقشہ امت مرحومہ کے سامنے کھینچا ہے رہتی دنیا تک کے لئے باعث قدوہ ہے۔ یعنی رسول ﷺ نہ

رمضان میں ۱۱؍رکعات سے زیادہ ادا فرماتے تھے، نہ غیر رمضان میں۔ یہ رکعات کتنی حسین و طویل ہوتی تھیں نہ پوچھو۔ تامل فرمائیں اسی نماز کو آپ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں ادا فرمایا کرتے تھے جو اس بات کی صریح دلیل ہے کہ تہجد، تراویح اور قیام اللیل مختلف اوقات میں ادا کئے جانے کے صرف مختلف نام ہیں... نبی اکرم ﷺ کا عام معمول تھا کہ رمضان اور غیر رمضان میں صرف ۸؍رکعات تراویح اور ۳؍رکعات وتر ادا فرماتے تھے، یہ شہادت خود مائی عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے... اس حدیث پر ایک بار پھر سے تامل فرمائیں آپ کو معلوم ہو گا کہ نبی اکرم ﷺ کی نماز تراویح نَقْرَۃُ الْغُرَابِ والی نماز نہ تھی۔ چار رکعت ادا فرماتے، آرام فرماتے۔ اور انتہائی سکون، خشوع، خضوع اور اطمینان والی نماز کہ مائی عائشہ فرماتی ہیں "اس کے طول و حسن کے متعلق نہ پوچھو"۔ پھر لمحہ بھر وہ حضرات حفاظ کرام اپنی تراویح پر غور فرمالیں جو ۳۰؍منٹ میں کئی رکعات ادا فرماجاتے ہیں۔ کیا آپ ﷺ کی نماز تراویح یہی تھی؟ جس انداز سے آپ ادا فرماتے ہیں۔ پھر اس امر پر بھی غور فرمالیں کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں "کمیت" نہیں بلکہ "کیفیت" مطلوب و مقصود ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ یہ نہیں دیکھتا کہ کون شخص کتنی رکعات پڑھتا ہے بلکہ یہ دیکھتا ہے کہ کس طرح پڑھتا ہے۔ اس کی نماز یا اس کا عمل نبی اکرم ﷺ کے طریقہ کے مطابق ہے یا نہیں؟"۔ (ماہ رمضان اور اس کے جدید فقہی مسائل صفحہ ۲۲۶ تا ۲۲۹۔ از عبد السلام بن صلاح الدین مدنی، ناشر یوسفیہ ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر سوسائٹی جھارکھنڈ انڈیا)

اسی طرح تراویح کی رکعات کے بارے میں موصوف لکھتے ہیں: "ان معرکۃ الآراء مسائل میں جن میں اکثر و بیشتر بحث و مباحثہ، نظر و مناظرہ اور مجادلہ و مناقشہ ہوتا رہتا ہے، ایک عظیم اور بے حد حساس مسئلہ تراویح کی رکعات کا بھی ہے، کہ تراویح کی تعداد صحیح کیا ہے؟ بعض نے ۱۱ رکعات، بعض دیگر نے ۲۲ رکعات، بعض نے ۲۶ رکعات، اور بعض نے ۳۲ رکعات تعداد بتلائی ہے۔ درحقیقت یہ کثیر اور عظیم اختلاف دیکھ کر ایک معتدل شخص جھلا جاتا ہے اور پریشان خاطر ہو جاتا ہے کہ آخر تراویح کی صحیح اور مسنون تعداد کیا ہے؟ ہم اس مختصر سی کتاب میں ان مباحث سے گریز کرتے ہوئے صرف چند گزارشات پر اکتفا کرتے ہیں، ارباب خرد کو ان پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے۔

(الف) یہ کئی بار تامل فرمالینا چاہیے کہ نبی اکرم ﷺ کا اس باب میں کیا اسوہ ہے۔ آپ ﷺ نے کتنی رکعات تراویح ادا فرمائی ہے؟

(ب) اس امر پر بھی غور فرمالیں کہ ۱۱ رکعات سے زائد رکعات کی تعیین کیا نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے؟

(ج) اس باب میں وارد تمام تر اقوال صرف اور صرف مستحب رکعات کے غماز ہیں، ورنہ ان تمام ناقلین علماء نے سنت گیارہ رکعات ہی قرار دیا ہے۔ لہٰذا جب مسنون رکعات ۱۱؍ہی ہیں تو مزید پر اصرار کیوں۔ کیا ہمارے لئے نبی اکرم

ﷺ کی سنت ناکافی ہے؟ کیا ہم نبی اکرم ﷺ سے زیادہ متقی اور زہد شعار ہیں؟

(د) اس امر پر بھی تامل فرمانے کی ضرورت ہے کہ تراویح کی یہ رفتار جو عام طور پر دیکھی جاتی ہے کیا نبی اکرم ﷺ کی سنت ہے؟

اگر آپ انتہائی سنجیدگی سے ان امور پر تامل فرمائیں گے تو اس نتیجہ پر پہنچنے میں تاخیر ہوگی نہ کوئی دقت کہ تراویح کی مسنون رکعات صرف اور صرف ۱۱/ رکعات ہیں۔ یہی آپ ﷺ کا عام معمول تھا۔ بھلے سلف سے اس سے زیادہ پڑھنا ثابت ہو، تاہم ہر قسم کا خیر و فلاح اتباع سنت میں مضمر ہے۔"۔(ماہ رمضان اور اس کے جدید فقہی مسائل صفحہ ۲۳۵، ۲۳۶۔ از عبد السلام بن صلاح الدین مدنی، ناشر یوسفیہ ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر سوسائٹی جھارکھنڈ انڈیا)

قیام رمضان

رمضان المبارک کے حوالے سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض ارشادات "قیام رمضان" کے عنوان سے الفضل میں شائع ہوئے، جو درج ذیل ہیں۔

ا۔ قیام رمضان جسے عوام الناس تراویح کہتے ہیں کوئی الگ نماز نہیں، وہی تہجد کی نماز ہے جسے متقی مسلمان بارہ مہینے پڑھتے ہیں۔ ہاں رمضان میں زیادہ اہتمام کرتے ہیں۔ اول طریق یہ ہے کہ تہجد اپنے اپنے گھر میں پڑھیں۔

ب۔ لیکن عام طور پر یہی مناسب ہے کہ اگر کوئی حافظ میسر ہو تو سحری کھانے سے پہلے پچھلی رات باجماعت ادا کرلیں، کیونکہ بعض لوگ اکیلے اکیلے پڑھنے میں سستی کرتے ہیں۔

ج۔ اگر پچھلی رات نہیں پڑھی جاسکتی تو عشاء کی نماز کے بعد پڑھ لیا کریں۔ حضرت عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں صحابہؓ کو ایک امام کے پیچھے جمع کردیا۔

د۔ مگر آج کل جو رسم کے طور پر تراویح پڑھی جاتی ہیں اس سے احتراز لازم ہے۔

ہ۔ گیارہ رکعت مع وتر۔

و۔ تراویح اور تہجد ایک ہی چیز ہے۔ بعض لوگ جو ان کو دو الگ عبادتیں خیال کرکے دونوں کو ادا کرتے ہیں یہ غلطی ہے۔ (الفضل قادیان ۲۸/ جولائی ۱۹۱۴ء صفحہ ۸۔ جلد ۲، شمارہ ۱۸)

نماز تراویح اور حکم عدل کا ارشاد

تراویح کے متعلق عرض ہوا کہ جب یہ تہجد ہے تو بیس رکعات پڑھنے کے متعلق کیا ارشاد ہے، کیونکہ تہجد تو مع وتر گیارہ یا تیرہ رکعت ہے۔ فرمایا: ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت دائمی تو وہی آٹھ رکعات ہے اور آپ تہجد کے وقت ہی پڑھا کرتے تھے اور یہی افضل ہے، مگر پہلی رات بھی پڑھ لینا جائز ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے رات کے اول حصہ میں اُسے پڑھا۔ بیس رکعات بعد میں پڑھی گئیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت وہی ہے جو پہلے بیان ہوئی۔“ (بدر قادیان ٦/ فروری ١٩٠٨ء صفحہ ٧۔ جلد ٧ شمارہ ٥)

ایک صاحب نے حضرت اقدسؑ کی خدمت میں خط لکھا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ سفر میں نماز کس طرح پڑھنی چاہیے اور تراویح کے متعلق کیا حکم ہے؟ فرمایا: ”سفر میں دوگانہ سنت ہے۔ تراویح بھی سنت ہے پڑھا کریں، اور کبھی گھر میں تنہائی میں پڑھ لیں کیونکہ تراویح دراصل تہجد ہے کوئی نئی نماز نہیں۔ وتر جس طرح پڑھتے ہو بے شک پڑھو۔“
(بدر قادیان ٢٦/ دسمبر ١٩٠٧ء صفحہ ٦۔ جلد ٦ شمارہ ٥٢)

حرف آخر

رمضان المبارک دراصل ماہ صیام، ماہ قیام اور ماہ غفران ہے۔ یہ اپنی روحانیت کو رفیع کرنے اور میزان حسنات کو ثقیل کرنے کا نادر موقع ہے۔ قیام اللیل کے ساتھ ساتھ صدقہ و خیرات، زکوٰۃ و فطرانہ اور داد و دِہش میں باد صرصر سے بڑھ جانے کے ایام ہیں۔

وہ پاک وبرتر وجود جو سخاوکرم، خیر و فیاضی میں یکتا و بے مثل ہے رمضان اس کے اسوہ حسنہ کو اپنانے کا بہترین موقع ہے۔ ان ایام میں خود تہجد پڑھنے کے ساتھ ساتھ دوسروں کو تہجد کی تحریک کرنا اور جہاں تک ممکن ہو انہیں تہجد کے لیے جگانا بھی تقویٰ کی نشانیوں میں سے ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”تیسرے معنے اِقَامَة کے کھڑا کرنے کے ہیں۔ ان معنوں کے رُو سے يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ کے معنے یہ ہوئے کہ وہ نماز کو گرنے نہیں دیتے یعنی ہمیشہ اس کوشش میں رہتے ہیں کہ ان کی نماز درست اور باشرائط ادا ہو.....لُغت کے مذکورہ بالا معنوں کے رُو سے يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ کے ایک اور معنے بھی ہیں وہ یہ کہ متقی دوسرے لوگوں کو نماز کی ترغیب دیتے ہیں کیونکہ کسی کام کو کھڑا کرنے کا ایک طریق یہ بھی ہے کہ اُسے رائج کیا جائے اور لوگوں کو اس کی ترغیب دلائی جائے۔ پس يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ کے عامل متقی وہ بھی کہلائیں گے کہ جو خود نماز

پڑھنے کے علاوہ دوسرے لوگوں کو بھی نماز کی تلقین کرتے رہتے ہیں اور جو سست ہیں انہیں تحریک کر کے چست کرتے ہیں۔ رمضان کے موقع پر جو لوگ تہجد کے لئے لوگوں کو جگاتے ہیں وہ بھی اس تعریف کے ماتحت يُقِيۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ کی تعریف میں آتے ہیں۔" (تفسیر کبیر جلد اوّل صفحہ ۱۰۵۔ ایڈیشن ۲۰۰۴ء، نظارت نشر و اشاعت قادیان)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: "تقویٰ کے معیار اونچے کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے کے لئے صرف نمازوں پر ہی اکتفانہ ہو بلکہ بعض دوسری عبادتیں بھی فرض ہیں وہ بھی ادا کرنا ضروری ہیں۔ پھر نوافل ہیں وہ ادا کرنے بھی ضروری ہیں۔ اپنی نمازوں کو نوافل سے بھی سجائیں۔ تہجد اور دوسرے نوافل کی طرف توجہ دیں...جب توجہ ہو تو پھر اسے زندگی کا حصہ بنائیں کیونکہ فرائض کی کمیاں نوافل سے پوری ہوتی ہیں اور نوافل میں تہجد کی بڑی اہمیت ہے...پس تہجد کی یہ اہمیت ہے کہ اس کے لئے اُٹھنا ہی انسان میں ایک انقلابی تبدیلی پیدا کر دیتا ہے۔ آج کل کی دنیا میں مختلف ترجیحات ہو چکی ہیں جس کی وجہ سے اکثر لوگ رات دیر سے سوتے ہیں۔ تہجد کا مجاہدہ یقیناً ان حالات میں تقویٰ میں ترقی اور پاک تبدیلی پیدا کرنے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ پس یہ عبادت کے حق کی ادائیگی انسان کو جہاں اللہ تعالیٰ کا قرب دلاتی ہے وہاں انسان کے اپنے فائدے کا بھی بڑا زبردست ہتھیار ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۹/جون ۲۰۱۲ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۲۰/جولائی ۲۰۱۲ء صفحہ ۶-۵)